ماہنامہ
نعت
لاہور
حمید لکھنوی کی نعت
جون 1999
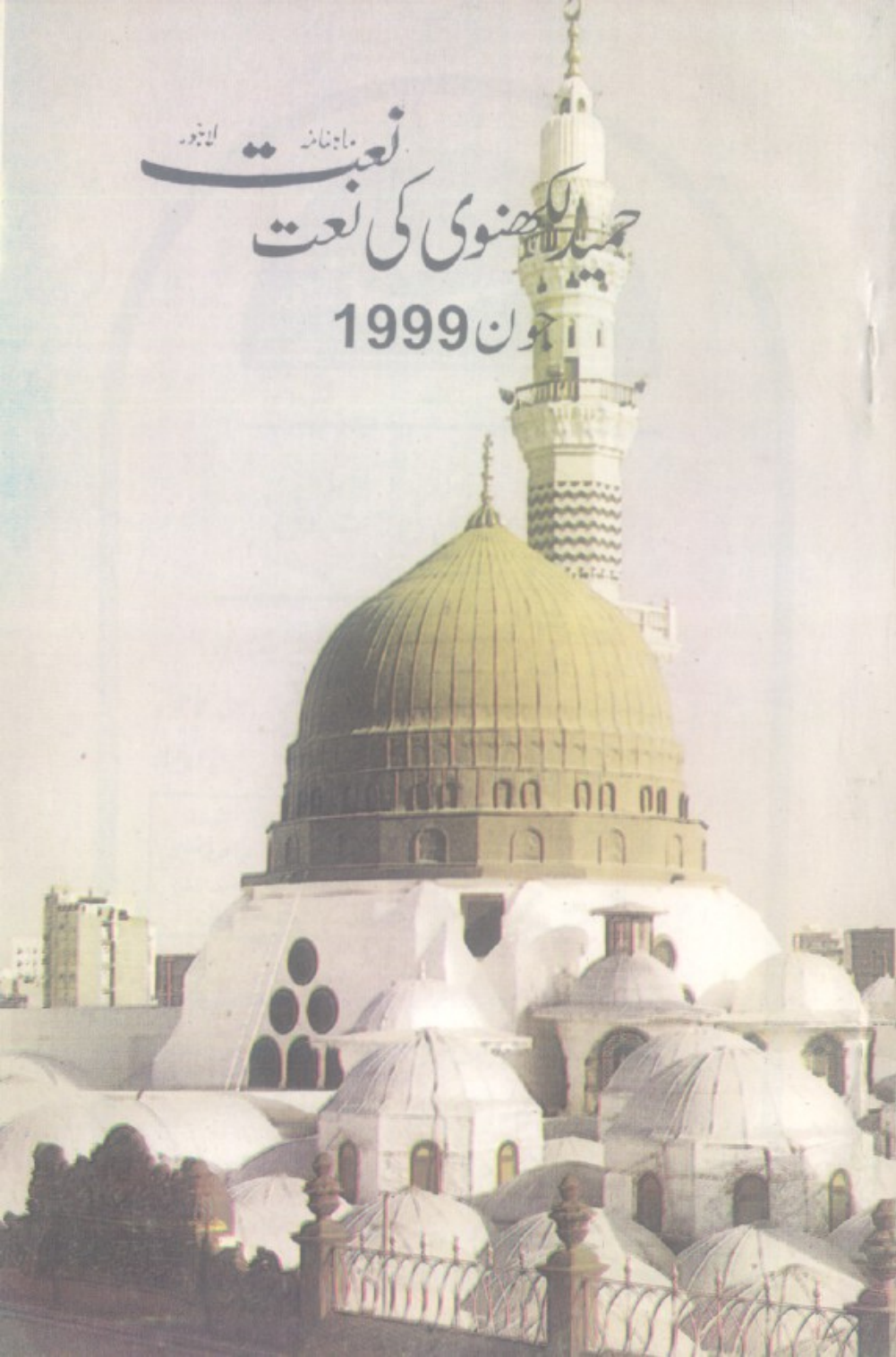
جلد ۱۱ — جون ۱۹۹۹ — شمارہ ۶

زائرِ حرم حمید لکھنوی کی نعت گوئی

ایڈیٹر: راجا رشید محمود

ڈپٹی ایڈیٹر: شہناز کوثر
اظہر محمود

مشیرِ خصوصی: چوہدری رفیق احمد باجوہ
ایڈووکیٹ

قیمت
۱۵ روپے (عام شمارہ)
۶۰ روپے (اشاعتِ خصوصی)
۲۰۰ روپے (زرِ سالانہ)
عرب ممالک کے لیے: ۱۰۰ ریال

مینجر: اختر محمود

پرنٹر: حاجی محمد نعیم کھوکھر، جمیم پرنٹرز۔ لاہور
پبلشر: راجا رشید محمود
کمپیوٹر کمپوزنگ: نعت کمپوزنگ سنٹر
خطاط: منظر رقم
بائنڈر: خلیفہ عبدالمجید، بک بائنڈنگ ہاؤس ۳۸۔ اردو بازار۔ لاہور

اظہر منزل مسجد سٹریٹ نمبر ۵ نیو شالامار کالونی۔ ملتان روڈ
لاہور (پاکستان) پوسٹ کوڈ ۵۴۵۰۰ فون ۷۴۶۳۶۸۴

یادِ دیارِ حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں مگن شاعر

زائرِ حرم حمیدؔ صدیقی لکھنوی ۸ ربیع الاول ۱۳۲۸ھ / ۲۰ مارچ ۱۹۲۰ کو لکھنؤ میں پیدا ہوئے۔(۱)۔ ان کے مفصّل حالاتِ زندگی نہیں ملتے۔ خود انھوں نے اس سلسلے میں اجتناب کی راہ پسند کی ہے۔ اپنے مجموعۂ نعت "گلبانگِ حرم" میں بھی صرف یہی لکھا ہے۔ "خود نوشت لکھنے والا عموماً افراط و تفریط کے الزام سے بَری نہیں ہو سکتا۔ کوئی کہے گا' خود ستائی فرمائی گئی ہے۔ کوئی کہے گا' تواضع اور فروتنی کی بھی کوئی حد ہے۔ بہرحال میں "حمید" ہوں۔ حمید کے معنی آپ کو معلوم ہیں کہ پسندیدہ اور مستحق ستائش کے ہیں---- کسی کے قابلِ مدح بننے کا سب سے بڑا ذریعہ یہ ہے کہ وہ دنیا کے سب سے بڑے سزاوارِ ستائش، مستحقِ تعریف اور حق دارِ حمد و منقبت کی تعریف کرتا رہے۔ اور ہر شخص خوب جانتا ہے کہ ازلی مستحقِ تعریف' پیدائشی حقدارِ حمد اور سراپا منقبت و مدحت اِس دنیا میں' خدا کے بعد صرف وہی انسانِ کامل ہے۔ جس کو آج بھی دنیا محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کہتی ہے:"

محمدؐ بگویم ترا یا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کہ وصفِ تو بیروں زِ امکانِ من (۲)

حمیدؔ صدیقی نے ڈاکٹر سیّد رفیع الدین اِشفاق کے مراسلے کے جواب میں یہی الفاظ نقل کرنے کے بعد لکھا۔ "اسی محمد (علیہ الف تحیّات و صلوٰۃ) کی مدح کی کوشش نے مجھے اربابِ ذوق کی محفل میں "زائرِ حرم" یا "شاعرِ حرم" مشہور کر دیا ہے' اور بس!(۳)۔ اپنے اِس مکتوب میں انھوں نے بچپن ہی سے اپنے گنگنانے اور دوسروں کے شعروں کو طفلانہ ترنم سے پڑھنے کی عادت کا ذکر کیا ہے۔ پھر اپنے شعر کہنے اور محافلِ شعر و سخن میں شرکت کی بات کے بعد جگرؔ مُراد آبادی سے مشورۂ سخن کا تذکرہ کیا ہے۔ پھر لکھتے ہیں۔ "چند ہی روز عرفی اور عام پسند رومانی شاعری میں گزرے تھے کہ توفیقِ الٰہی نے یاوری فرمائی اور یہ خیال ہوا کہ نادیدہ اور

موہوم معشوق سے بات چیت کرنے کی بجائے اُس محبوبِ ازلی کی تعریف کی جائے جو کل تو نادیدہ نہ تھا اور آج بھی خوش نصیبوں کی آنکھوں کے لیے نادیدہ نہیں ہے۔ اور وہ 'وہ' ہے کہ جس کی دنیائے مخلوقات میں سب سے زیادہ عقیدت، سب سے زیادہ محبت اور سب سے زیادہ منّت پذیری کے ساتھ تعریف کی گئی ہے، اور جو نام ہی کا نہیں، حقیقت میں محمد ہے۔ صلی اللہ علیہ وسلم"۔

حمیدؔ نے ڈاکٹر رفیع الدین اشفاق کے مراسلے کے جواب میں اِسی پر اکتفا کیا کہ "آپ کے ہر سوال اور اس کے بعد ہونے والی ہر جرح و استفسار پر صرف اس قدر عرض کر دینا یقیناً بہت کافی ہے کہ میں "حمیدؔ صدّیقی لکھنوی" ہوں۔ لفظ "صدّیقی" نے میرے نسب سے آپ کو مجمل طور پر باخبر کر دیا۔ لکھنوی ہوں، اس لیے شعر و شاعری کا ذوقِ فطری بھی واضح ہو گیا"۔(۴)

اِس مکتوب کے مندرجات سے گمان ہوتا ہے کہ ایک قلیل عرصے تک غزل گوئی کے بعد وہ (بغیر کسی تحریک کے) نعت گوئی کی طرف مائل ہو گئے۔ لیکن "گلبانگِ حرم" میں انھوں نے غزل سے نعت کی طرف آنے کی وجہ حجِ بیت اللہ اور زیارتِ حرمِ رسول اللہ (ﷺ) کو قرار دیا ہے۔ اور یہی درست ہے۔ "گلبانگِ حرم" کی تمام نعتیں بھی اسی کی تائید کرتی ہیں کہ سب میں حرمینِ پاک اور خصوصاً "مدینۂ طیبہ" پہنچنے کی تڑپ کے ساتھ، بلکہ اس سے کہیں زیادہ، حاضری اور حضوری کی کیفیتیں منظوم دکھائی دیتی ہیں۔

ڈاکٹر فرمان فتحپوری کی کتاب "اردو کی نعتیہ شاعری" مطبوعہ ۱۹۷۴ء میں ہے کہ حمیدؔ لکھنوی کا انتقال چند سال ہوئے، لکھنؤ میں ہوا ہے (۵) پروفیسر سیّد یونس شاہ کی کتاب "تذکرۂ نعت گویانِ اردو" حصۂ دوم مطبوعہ نومبر ۱۹۸۴ء میں بھی یہی لکھا ہے (۶)۔ جبکہ شفیق بریلوی نے اپنے انتخابِ نعت "ارمغانِ نعت" میں ان کے نمونۂ کلام کے ساتھ لکھا ہے۔ "المتوفی ۱۳۸۵ھ / ۱۹۶۵ء" (۷) ڈاکٹر ریاض مجید نے صرف ہجری سن دیا ہے، ۱۳۸۵ھ (۸) کہیں سے ان کی مکمل تاریخِ وفات نہیں مل سکی۔ البتہ یہ طے ہے کہ ۱۳۸۵ھ مئی ۱۹۶۵ء میں شروع ہوا، اور ۸ رمضان ۱۳۸۵ کو ۱۹۶۵ ختم ہو گیا تھا (۹) اس لیے کم از کم یہ کہا جاسکتا ہے کہ

ان کا انتقال ۱۹۶۵ کے آخری سات آٹھ ماہ میں کسی وقت ہوا۔

"گلبانگِ حرم" کے شروع میں "زائرِ حرم" کے عنوان سے مولوی عبدالحیٔ خاں (۱۰) نے لکھا کہ میں نے زیارتِ حرمین کی سعادت سے بہرہ ور ہونے کے بعد واپسی پر حمیدؔ صدیقی کو ریل سے اترتے دیکھا، تو ان کی آنکھیں اور دل، دونوں لبریز تھے۔ اِس ذوق کے ساتھ کہ لب آسا ہنستا ہوا جانے والا حمیدؔ اب چشم آسا روتا ہوا آیا۔ اب یا تو انھوں نے کوئی چوٹ دل پر کھائی تھی، یا ان کے قلب و روح میں کوئی مست کیفیت تھی کہ جس کا خمار ان کی آنکھوں میں اب تک نمایاں تھا اور چہرہ حرمین کی برکتوں سے روشن--- بعد کی فرصتوں میں جب میں نے حمیدؔ صاحب کے جذبات دیکھے تو یہ ثابت ہو گیا کہ وہ خدا پرستی کی نیکیاں اپنے ساتھ لائے ہیں، اور جب ان کا نعتیہ کلام سنا تو یقین ہو گیا کہ وہ اپنا دل مدینۂ منوّرہ کی آرزوؤں میں تبدیل کر کے آئے ہیں، اور ان کی روح میں ایک خوش آیند لَے پیدا ہو گئی ہے----

آج کل کے حیرت انگیز ذرائع سفر کے سامنے نہ تو بعید سے بعید مسافت کوئی چیز ہے اور نہ دنیا کی کوئی شے امکان کے دائرہ سے خارج۔ تو کیا یہ ممکن ہے کہ یہ اشتیاق و اضطراب پھر ان کو سرورِ عالم (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کے پاکیزہ شہر میں کہ جہاں امام مالکؒ نے انتہائی ادب سے جوتا ہی نہ پہنا، حضرت جامیؒ نے سر کے بل بھی حرمِ منوّر میں داخل ہونے کی جرأت نہ کی، جہاں کی آستاں بوسی کو تاجدارانِ عالم اپنی نجات سمجھتے ہیں، جہاں ماہتاب اپنے نور کو فرش بوسی کے شرف سے جب تک مشرف نہیں کر لیتا، اس میں خنکی و لطافت پیدا ہی نہیں ہوتی، جہاں آفتاب کی شعاعِ زریں جس وقت تک گنبدِ خضرا کو دور دور سے بوسہ نہیں دے لیتی، دنیا میں اجالا نہیں ہوتا اور جہاں جبرئیلِ امین، ملائکۂ مقربین کے پروں کے ساتھ اب بھی ہر صبح سلام کو حاضر ہوتے ہیں --- یہ جوانِ صالح مدّاحِ دیارِ حبیبِ اکرم (ﷺ) پھر نہ پہنچ جائے"۔ (۱۱)

اور --- زائرِ حرم حمیدؔ صدیقی لکھنوی سات مرتبہ اِس سعادت سے بہرہ یاب ہوئے (۱۲)۔

عبدالماجد دریابادی نے "پیش لفظ" میں لکھا۔ کلام ان کا اکثر شائع ہوتا رہتا ہے۔

کہیں کہیں اِن سطور کے راقم کی بھی نظر سے گزرا۔ یہ ممکن نہ ہوا کہ جب کبھی نظر پڑی کلام کو بے پڑھے چھوڑ دیا ہو۔ کشش ہی کچھ ایسی ہے۔ تحریں عموماً "رواں و شگفتہ' زبان صاف و سادہ' مضامین اغراق و غلو سے پاک' کلام جاندار (۱۳)

سید سلیمان ندوی کی رائے ہے کہ "ماشاء اللہ سوزِ دل ہے۔ عشق و محبت سے قلب معمور ہے۔ شاعری کے جملہ محاسن پر قدرت ہے اور جملہ لوازمِ شاعری کی با لکلیہ رعایت ہے"۔(۱۴)

پروفیسر رشید احمد صدیقی نے اپنی تحریر میں نعت کے حوالے سے اصغر گونڈوی کے بارے میں لکھا ہے کہ ان کی شاعری میں نزہت و نور کی جو فضا ہے' وہ ان کے شخصی تأثرات سے مل جل کر نعت میں جلوہ گر ہوئی ہے۔ الطاف حسین حالیؔ کے بارے میں کہا کہ ایک سے ایک سحر طراز آئے لیکن حالیؔ سے آگے نہ بڑھ سکے' نہ روگرداں ہو سکے' مستفید بھی ہوئے۔ حکیم الامّت علاّمہ محمد اقبال کے بارے میں رشید احمد صدیقی کی رائے ہے کہ اقبال کے کلام کا وزن' وقار اور حسن و جلال رسولِ عربی (ﷺ) ہی کی گراں مایہ شخصیت کے محور پر گردش کرتا ہے اور یہی وہ قوت ہے جو ان کے کلام میں کبھی کہیں سے ڈھیلا پن نہیں آنے دیتی۔ محسنؔ کاکوروی کے کمال کا اعتراف کرنے کے ساتھ لکھتے ہیں لیکن محسن کے ہاں صنّاعی ہے' سپردگی نہیں۔ تخیّل کی رعنائی ہے' روح کی وارفتگی نہیں۔ سخن ہے' شغف نہیں۔

حمیدؔ صدیقی کی نعت گوئی کے متعلق رشید احمد صدیقی کہتے ہیں۔ "حمیدؔ صاحب کے "گلبانگِ حرم" میں آپ کو کمالات شاعری کے نمونے نہ ملیں گے۔ خوبصورت ترکیبیں' تشبیہ و استعارات کے نوادر' زبان و بیان کے کرشمے بھی نظر نہ آئیں گے۔ ان کے کلام اور شخصیت' دونوں میں جو بات نظر آتی ہے' وہ ان کی رسولِ اکرم ﷺ سے شخصی اور مخلصانہ عقیدت ہے (مولویانہ نہیں)۔ ان کو دیارِ حرم کے چپّے چپّے اور ذرہ ذرہ سے عشق ہے جس کو وہ بڑے معصومانہ اور شریف انداز سے بیان کرتے ہیں.... "گلبانگِ حرم" میں پاکیزگی اور معصومیت ملتی ہے۔ پڑھنے والے پر اس کا اثر پڑتا ہے اور ہم شاعر اور اس کے موضوع

دونوں سے محبت کرنے لگتے ہیں۔(۱۵)

مشہور رباعی گو احمد حسین امجدؔ حیدر آبادی کہتے ہیں کہ حمیدؔ صاحب کی یہ نظمیں ہر طرح محمود ہیں۔ کلام میں ایک خاص کیفیت اور والہانہ انداز ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ شاعر کسی کی محبت میں وارفتہ اور دنیا و مافیہا سے بے خبر ہو کر دل کے اَسرار زبان پر لا رہا ہے۔(۱۶)

زائرِ حرم کے استاذِ گرامی جگرؔ مراد آبادی نے کہا۔ "موصوف کو دیارِ حبیب (ﷺ) سے حد درجہ عشق ہے۔ بارگاہ مدینۃ الرسول (ﷺ) کی یاد اور گنبدِ خضرا کا تصوّر ان کی زندگی کا سہارا ہے۔ ذکرِ حریم رسالت ان کے لیے خلاصۂ ایمان و باعثِ حیاتِ جسم و جاں ہے لیکن ان کی فطرت صالحہ "با محمد ﷺ ہوشیار" کی رازدار ہے۔ اس لیے ان کے پورے کلام میں ایک شعر بھی ایسا نہیں مل سکے گا جس میں حدودِ ادب کا پوری طرح احترام ملحوظ نہ رکھا گیا ہو"۔(۱۷)

سید مناظر احسن گیلانی نے زائرِ حرم کو نوید سنائی: پہلا قصیدہ جب سنایا گیا تھا تو سنانے والے کو "بُردِ یمانی" سے سرفرازی بخشی گئی تھی۔ مجھے امید ہے کہ اس راہ کے راہرو کے لیے اِن شاء اللہ یہ "سُنّت" قائم ہو چکی ہے۔ یہ ان کی سنت ہے جن کی سنت خدا کی سنت ہے۔ زائرِ حرم کو امیدوار رہنا چاہیے' اِس سنت قائمہ جاریہ سے خدا نے چاہا تو ان کو بھی حصہ ملے گا"۔(۱۸)

ماہنامہ "دارالعلوم" دیوبند نے "گلبانگِ حرم" پر اپنے تبصرے میں لکھا۔ "وہ (حمیدؔ لکھنوی) ایک سچے محبِ رسول (ﷺ) خانوادۂ نبوت کے ایک جانثار عاشق' گلزار رسالت کے ایک عندلیب خوش نوا' صحرائے عرب کے قیسِ عامری اور مقاماتِ مقدسہ کے ایک ایسے چاہنے والے ہیں کہ وہاں کے ہر جلوے کو وہ اپنی آنکھوں میں چھپا لینا چاہتے ہیں' وہاں کے ہر منظر پر جان دیتے ہیں اور ہر بام و در سے انھیں والہانہ عشق ہے"۔(۱۹)

"معارف" اعظم گڑھ نے یوں تبصرہ کیا۔ "ان نعتیہ نظموں میں بڑی روانی' شگفتگی اور ادب شناسی ہے۔ اس کے ساتھ کمال سرشاری و سرمستی سے بارگاہِ نبوت میں عقیدت و محبت سے لبریز جذبات کی نذر پیش کی گئی ہے"۔(۲۰)

محمد صبغت اللہ شہید انصاری فرنگی محلی نے بتایا کہ ۶ ذی الحجہ ۱۳۶۹ھ کو سعودی ریڈیو نے حج بیت اللہ کے عزم سے سعودی عرب پہنچنے والے جن چند ممتاز خوش نصیبوں کے ناموں کا اعلان کیا' ان میں حمید صدیقی لکھنوی بھی تھے۔ فرنگی محلی نے لکھا: معتبر ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ محافلِ میلاد شریف کا انعقاد اب مدینۂ منورہ میں قانوناً جائز نہیں ہے اور اس قسم کی تقریباتِ مقدسہ کے لیے بھی حکومت کی اجازت ضروری ہے مگر اس شیفتۂ رسول ﷺ' اس شیدائے ذکرِ نبی ﷺ (حاجی محمد اصطفا خاں) کی طرف سے ۲۵ ذی الحجہ ۱۳۶۹ھ کو محفلِ میلاد شریف کا اہتمام تھا ۔۔۔۔۔۔ (جس میں) میرے ذکرِ رسول ﷺ سے مشرف ہونے کے بعد اس شاعرِ حرم (حمید صدیقی) نے حسبِ معمول سلام پڑھا"۔ اس کے بعد مولانا شہید فرنگی محلی لکھتے ہیں کہ محفل میں موجود ایک مدنی بزرگ (عبدالرحمان عثمان) نے زائرِ حرم حمید صدیقی کی تعریف میں ایک نظم عربی میں پڑھی اور مجھے ساتھ ساتھ اس کا ترجمہ کرنے کا حکم دیا۔(۲۱) یہ عربی نظم اور اس کا اردو ترجمہ گلبانگ حرم کی زینت ہے(۲۲)۔

مولانا شہید فرنگی محلی نے اپنی تحریر میں حضورِ اکرم رحمتِ ہر عالم ﷺ کی بارگاہِ بیکس پناہ میں ہدیۂ درود و سلام پیش کرنے کے متعلق بھی کچھ لکھا ہے' جو میں قارئینِ "نعت" تک پہنچانا ضروری سمجھتا ہوں۔ لکھتے ہیں۔ "حدیثوں میں حضورِ انور ﷺ کی خدمت میں پیش کیے ہوئے درودوں کی ایک خصوصیت یہ بھی ملتی ہے کہ خوش نصیب لبوں سے نکلنے والا درود' بحر و بر' شجر و حجر اور آبادی و صحرا پر سے گزرتے ہوئے اعلان کرتا جاتا ہے کہ میں فلاں بن فلاں کا درود ہوں۔ اس اعلان کو سننے والا ہر ایک' اس کے بعد اس فلاں ابن فلاں کے لیے دعائے مغفرت و فوز و فلاح کرتا ہے"۔(۲۳)

ڈاکٹر رفیع الدین اشفاق حمید صدیقی کے فن کے بارے میں لکھتے ہیں۔ "بیان کی سادگی ہر شعر سے عیاں ہے۔ زبان صاف اور سادہ' لکھنوی لفظی صناعی سے بالکل پاک ہے۔ بحریں اکثر رواں اور مترنم ہیں۔ مضامین نہایت شگفتہ لیکن رنگ ہر جگہ وہی عاشقانہ ۔۔۔ حضور ﷺ کا شیدا' حضور ﷺ کی ثنا میں اپنی باطنی کیفیات کی ترجمانی ہی کو

حاصلِ نعت گوئی سمجھتا ہے ۔۔۔۔ حمید صاحب نے جو کچھ کہا' وہ اپنے لیے کہا اور آپ بیتی کہ سنائی۔ لیکن اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ رسولِ کریم ﷺ سے عشق و محبت کا یہ بیان اپنی افادیت اور مقصدیت سے بھی عاری ہے۔ حبِّ نبی ﷺ کا یہ بیان ایمان کی اس کیفیت کی تبلیغ ہے' جس کے بغیر ایمان باقی ہی نہیں رہتا ہے"۔(۲۴)

ڈاکٹر اسماعیل آزاد فتحپوری کا خیال ہے کہ حمید کے کلام میں وصفی اندازِ بیان' بہت کم ملتا ہے اور اصلاح و مصلحانہ رنگ قطعی طور پر مفقود (۲۵) ہے۔ انھوں نے جو کچھ کہا ہے' انبساطِ خود کے لیے کہا ہے۔ ان کے یہاں آپ بیتی ہے۔ وہ موسمِ بہار کی چڑیا کی طرح ہیں جو اس لیے الاپتی ہے کیونکہ یہ اس کا طبعی اقتضا ہے۔(۲۶)

ڈاکٹر ریاض مجید کے خیال میں "حمید صدیقی اردو نعت گوئی میں سوز و گداز اور جذب و مستی کے عناصر کو فروغ دینے والے شاعر ہیں ۔۔۔۔ حمید کی نعت حضورِ اکرم ﷺ کے شمائل و اوصاف کے تذکار سے زیادہ آپ ﷺ کی ذاتِ والا صفات سے محبت و شیفتگی کے بیان پر مشتمل ہے۔ ان کی نعتوں میں حسن و تاثیر اور کیف و دلآویزی کا جوہر اسی جذبۂ محبتِ رسول ﷺ کا پیدا کردہ ہے"۔(۲۷)

ڈاکٹر فرمان فتحپوری حمید کی نعت گوئی کے بارے میں یوں رقم طراز ہیں۔ "آنحضرت ﷺ کی محبوبیت اور اس سے اپنی عقیدت کا اظہار انھوں نے ایسے انداز میں کیا ہے کہ ان کی نعتیں عاشقانہ غزلیں بن گئی ہیں۔ پھر یہ بھی نہیں کہ انھوں نے مقامِ محمدی (ﷺ) کو نہ پہچانا ہو یا اس کی حدود سے کہیں تجاوز کیا ہو۔ ایسا نہیں ہے۔ انھوں نے جو کچھ کہا ہے' رسالت کے منصب کے عین مطابق کہا ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ نعت میں اثر آفرینی کا عنصر صرف آنحضرت ﷺ کے شمائل و اوصاف کے بیان سے پیدا نہیں ہوتا بلکہ اس کے لیے حضورِ پُرنور ﷺ کی ذاتِ والا صفات سے والہانہ محبت کا ثبوت بھی دینا پڑتا ہے"۔(۲۸)

پروفیسر سید یونس شاہ لکھتے ہیں: "یوں محسوس ہوتا ہے کہ اس عاشقِ رسول ﷺ کی یہ پہلی منزل ہے اور اس مقامِ دل کشا میں وہ اتنا کھو گیا ہے کہ اسے دنیا و مافیہا کا

کچھ ہوش نہیں۔ اِسی عالم سرمستی میں وہ جدھر نظر اٹھاتا ہے' اسے ہر شے میں رُخِ محبوب ﷺ کا عکس نظر آتا ہے۔ بظاہر حمید کے نعتیہ کلام میں شاعرانہ محاسن کی کمی نظر آتی ہے لیکن کہنے والے کے پاس جذبات کا ایک سمندر موجزن ہے۔ جس کی ہر لہر قاری کو اپنے ساتھ بہا کر لے جاتی ہے۔ یہ اثر آفرینی اس وجہ سے ہے کہ شاعر نے سچے جذبات سے مغلوب ہو کر کہا ہے' نہ کہ رواجاً"۔(۲۹)

گوہر ملسیانی نے لکھا۔ ان کے کلام میں شگفتگی اور کیف ہے۔ وہ محبت میں سرشار اور مست ہو کر ایک خاص والہانہ کیفیت سے نغمہ سرا ہوتے ہیں(۳۰)۔

راقم السطور (راجا رشید محمود) کو اب تک نو بار مدینۂ کریمہ میں حاضری کا شرف مل چکا ہے۔ اسے احساس ہے کہ اس دیارِ محبت کی کشش کیا معنیٰ رکھتی ہے۔ اسی لیے زائرِ حرم حمید صدیقی لکھنوی رحمہ اللہ تعالیٰ کی نعتیں اس کے دامنِ دل کو کھینچتی ہیں۔ قارئین کرام "گلبانگِ حرم" کے اِس انتخاب کے مطالعے سے غیر حاضری میں بھی حاضری کے مزے لیں گے۔ اور جس جس کی آنکھ سے اشکِ حسرت اُمڈ پڑا' وہ سمجھے کہ شہرِ آقا و مولا (علیہ التحیۃ والثنا) میں اس کی حاضری مقدر ہو چکی۔

حواشی

۱۔ رفیع الدین اشفاق' ڈاکٹر سید۔ اردو میں نعتیہ شاعری۔ اردو اکیڈمی سندھ' کراچی۔ اکتوبر ۱۹۷۶۔ ص ۶۴۴ ۔۔۔ ڈاکٹر اسماعیل آزاد فتحپوری نے اپنی کتاب "اردو شاعری میں نعت"۔ جلد دوم میں یہی تاریخ لکھی ہے لیکن ماخذ کا حوالہ نہیں دیا (ص ۱۷۳) ڈاکٹر ریاض مجید' ڈاکٹر فرمان فتحپوری پروفیسر سید یونس شاہ اور شفیق بریلوی نے شاعر کی تاریخ ولادت نہیں لکھی۔

۲۔ حمید صدیقی لکھنوی' زائرِ حرم۔ گلبانگِ حرم۔ ص ۴۰' ۴۱

۳۔ اردو میں نعتیہ شاعری۔ ص ۶۴۴

۴۔ ایضاً"۔ ص ۶۴۲' ۶۴۳' ۶۴۴

۵۔ فرمان فتحپوری' ڈاکٹر۔ اردو کی نعتیہ شاعری۔ آئینہ ادب' لاہور۔ ۱۹۷۴ء ص ۹۹

۶۔ یُونُس شاہ' پروفیسر سیّد۔ تذکرۂ نعت گویانِ اردو۔ حصہ دوم۔ مکّہ بکس' لاہور۔ نومبر ۱۹۸۴ء ص ۳۵۸ (حاشیہ)

۷۔ شفیق بریلوی (مرتب) ارمغانِ نعت۔ مدینہ پبلشنگ کمپنی' کراچی۔ طبع سوم۔ اگست ۱۹۷۹۔ ص ۲۳۶

۸۔ ریاض مجید' ڈاکٹر۔ اردو میں نعت گوئی۔ اقبال اکادمی پاکستان' لاہور' طبع اول ۱۹۹۰۔ ص ۴۸۰

۹۔ ضیاء الدین لاہوری۔ جوہرِ تقویم۔ ادارۂ ثقافتِ اسلامیہ' لاہور۔ طبع اول ۱۹۹۴۔ ص ۲۲۱' ۲۲۲

۱۰۔ ڈاکٹر رفیع الدین اشفاق کی کتاب میں غلطی سے ان کا نام عبدالحق لکھا گیا ہے (ص ۶۴۵)

۱۱۔ گلبانگِ حرم۔ ص ۱۲' ۱۳ ("زائرِ حرم" از عبدالحیٔ)

۱۲۔ گلبانگِ حرم۔ ص ۲۲ (تقریظ از جگر مراد آبادی)

۱۳۔ ایضاً"۔ ص ۱۵ (پیش لفظ از عبدالماجد دریابادی)

۱۴۔ ایضاً"۔ ص ۱۶ (تقریظ از سید سلیمان ندوی)

۱۵۔ ایضاً"۔ ص ۱۸' ۱۹ (تقریظ از پروفیسر رشید احمد صدیقی)

۱۶۔ ایضاً"۔ ص ۲۰ (تقریظ از امجد حیدر آبادی)

۱۷۔ ایضاً"۔ ص ۲۳ (تقریظ از جگر مراد آبادی)

۱۸۔ ایضاً"۔ ص ۲۵ (تقریظ از سید مناظر احسن گیلانی)

۱۹۔ دار العلوم (ماہنامہ) دیوبند۔ جمادی الثانی ۱۳۷۱ھ

۲۰۔ معارف (ماہنامہ) اعظم گڑھ۔ جولائی ۱۹۴۷

۲۱۔ گلبانگِ حرم۔ ص ۳۱' ۳۴' ۳۵ (ایک باعظمت داو" از محمد صبغت اللہ شہید انصاری فرنگی محلی)

۲۲۔ گلبانگِ حرم۔ ص ۳۷' ۳۸

۲۳۔ گلبانگِ حرم۔ ص ۳۲

۲۴۔ اردو میں نعتیہ شاعری۔ ص ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲

۲۵۔ یہاں کتاب میں لفظ مقصود لکھا ہے، حالانکہ "مفقود" ہونا چاہیے۔

۲۶۔ اسماعیل آزاد فتحپوری، ڈاکٹر۔ اردو شاعری میں نعت۔ جلد دوم (حالیؔ سے حال تک) نسیم بک ڈپو، لکھنؤ۔ بار اول۔ ۱۹۹۲۔ ص ۱۸۳

۲۷۔ اردو میں نعت گوئی۔ ص ۲۸۸، ۲۸۹

۲۸۔ اردو کی نعتیہ شاعری۔ ص ۹۸

۲۹۔ تذکرۂ نعت گویانِ اردو۔ جلد دوم۔ ص۔ ۳۶، ۳۶۱

۳۰۔ گوہرؔ ملسیانی۔ عصرِ حاضر کے نعت گو۔ گوہرِ ادب پبلی کیشنز، صادق آباد۔ اشاعتِ اول ۱۹۸۳۔ ص ۸۲

آیندہ شمارہ

تحفّظِ ناموسِ رسالت

جولائی اگست ۱۹۹۹

(اشاعتِ خصوصی)

---اِن شاء اللہ ۲۸۔ جولائی کو سپردِ ڈاک کیا جائے گا---

نعت

نظر مدینۃ النبی ﷺ کا ہے سماں لیے ہوئے
حریمِ دل ہے کائناتِ دو جہاں لیے ہوئے

مَیں پھر رہا ہوں اپنے دل میں بجلیاں لیے ہوئے
کبھی یہاں لئے ہوئے، کبھی وہاں لیے ہوئے

مجھے بھی اپنے ساتھ اہلِ کارواں لئے ہوئے
بڑھے چلو بڑھے چلو، کشاں کشاں لئے ہوئے

مَیں چل رہا ہوں داغ ہائے دل کی روشنی میں یوں
بساطِ چرخ جس طرح ہے کہکشاں لئے ہوئے

وہ کثرتِ تجلّیات ہے کہ کھو گیا ہوں میں
یہ آ گیا ہے جذبۂ دل مجھے کہاں لئے ہوئے

میں خود ہی وجد کر رہا ہوں اپنے حال و قال پر
مرا نصیب آ گیا مجھے یہاں لئے ہوئے

نگاہیں فرشِ راہ ہیں، لبوں پہ شورِ مرحبا
نسیمِ مصر آ رہی ہے ارمغاں لئے ہوئے

نظر کے سامنے فضا تمام جگمگا اٹھی
اُحُد وہ رونما ہُوا تجلّیاں لئے ہوئے

وہ سبز گنبدِ نبی ﷺ کی اللہ اللہ رفعتیں
زمیں ہے اپنے سر پہ جیسے آسماں لئے ہوئے

سکوں کہیں نہ مل سکا، ملا تو بس یہیں ملا
گئے تھے دل کی آرزو کہاں کہاں لئے ہوئے

وہ اٹھ کے پچھلی رات کو، چلے ہیں جانبِ حرم
دلوں میں سب سرورِ نغمۂ اذاں لیئے ہوئے

اِدھر ہجومِ اہلِ دل ہے بابِ جبرئیلؑ پر
اُدھر سے پاسباں بڑھے ہیں کنجیاں لیئے ہوئے

وفورِ ذوقِ سجدہ میں عجیب نعمتیں ملیں
اٹھا سرِ نیاز کیفِ بیکراں لیئے ہوئے

ٹہل رہے ہیں صحن میں تمام ساقیٔ حرم
کٹوریاں لیئے ہوئے، صراحیاں لیئے ہوئے

عجب ہے منظرِ لطیف منبرِ رسول ﷺ کا
وہ حلقے میں کبوتر اور قمریاں لیئے ہوئے

بڑھے مزوّر اِس طرح حریمِ قدس کی طرف
جلو میں اپنے اک ہجومِ عاشقاں لیئے ہوئے

قدم حدِ نیاز سے کسی کا تا نہ بڑھ سکے
ادب سے پاسباں کھڑے ہیں قمچیاں لیئے ہوئے

شعاعِ نور بن گیا نشانِ سجدۂ نیاز
اٹھی جبینِ شوق خاکِ آستاں لیئے ہوئے

سنا رہے ہیں زائرین اپنا اپنا حالِ دل
بیان اپنا اور اپنی ہی زباں لیئے ہوئے

قریب اک ستون کے حمیدؔ بھی ہیں سرنگوں
دل و جگر میں شورشِ غمِ نہاں لیئے ہوئے

نعت

پھر مدینے کے لیئے شوقِ فراواں کی قسم
دل ہے بے تابِ زیارت غمِ پنہاں کی قسم

یاد ہے صبحِ حرم، یاد ہے گلبانگِ اذاں
نغمۂ مرغِ نوا سنجِ گلستاں کی قسم

نظر افروز تماشا ہیں مغیلانِ حجاز
گُل و نسریں کی قسم، سنبل و ریحاں کی قسم

ہے ضیا بار بہت گنبدِ خضرا کا کلس
ماہِ تاباں کی قسم، مہرِ درخشاں کی قسم

مہر کو اُس کفِ پا سے کوئی نسبت ہی نہیں
تابشِ جوہرِ آئینۂ عرفاں کی قسم

پھر دکھا دے چمنِ خلد کی کیاری کا سماں
تجھ کو میرے دلِ مہجور و پریشاں کی قسم

چاندنی رات مدینہ کی جو یاد آتی ہے
اک چمک ہوتی ہے دل میں، شبِ ہجراں کی قسم

یاد آتا ہے مدینہ کی وہ بارش کا سماں
موسمِ گُل کی قسم! ابرِ بہاراں کی قسم

پھر دکھا دے مجھے اطرافِ مدینہ کی بہار
تجھ کو اس غیرتِ فردوس بیاباں کی قسم

پھر وہی نغمۂ دلسوز سُنا دے مُجھ کو
قافلے کی تجھے سوگند، حُدی خواں کی قسم

ہیں مرے پیشِ نظر شام و سحر کے جلوے
ماہ و انجم کی قسم، نیرِ تاباں کی قسم

اب بھی رہ رہ کے مرے دل میں چمک ہوتی ہے
حرمِ طیبہ کی ہر شمعِ فروزاں کی قسم

ہے تصوّر میں بھی عالم تری محفل کا وہی
نالۂ نیم شبی و شبِ ہجراں کی قسم

جلوہ افروز ہے جیسے پسِ پردہ کوئی
دل دھڑکتا تھا مرا دیدۂ حیراں کی قسم

کوچۂ طیبہ میں مَر کر مجھے جینا ہو نصیب
اک تمنا ہے یہی حسرتِ پنہاں کی قسم

سنتے ہیں، دیکھنے والوں نے انھیں دیکھا ہے
ہم نے دیکھا نہ اُنھیں، دیدۂ حیراں کی قسم

"اے نسیمِ سحری بندگیٔ ما برساں"
تجھ کو اشکوں کی قسم، دیدۂ گریاں کی قسم

نعت

نویدِ دیدِ محبّت سنا رہا ہے کوئی
حمیدؔ تجھ کو مدینے بلا رہا ہے کوئی

زمیں پہ گرتے ہوئے دیکھ کر مرے آنسو
خود اپنا دامنِ رحمت بڑھا رہا ہے کوئی

مٹائی جاتی ہے مایوسیوں کی تاریکی
تجلّیٔ رُخِ انور دکھا رہا ہے کوئی

نظر بہ قلب و غزل خوان و چاک پیراہن
عجیب شان سے طیبہ کو جا رہا ہے کوئی

اے پناہ میں لے لے مدینۂ المحبوبؐ
رواں دواں ترے کوچے میں آ رہا ہے کوئی

"گدائے کوئے تو از ہشت خُلد مستغنی ست"
وفورِ شوق میں یہ گنگنا رہا ہے کوئی

خبر بھی ہے کہ نہیں تم کو قافلے والو
کہ پا پیادہ بھی ہمراہ آ رہا ہے کوئی

پہنچ گیا ہے جو اب قافلہ سرِ منزل
تو جیسے دل کو مرے گدگدا رہا ہے کوئی

سحر کے وقت نسیمِ کرم کے جھونکوں سے
جو محوِ خواب ہیں، ان کو جگا رہا ہے کوئی

کسی کو دیکھیے، ہے محوِ خواب مخمل میں
تو فرشِ خاک پہ کمبل بچھا رہا ہے کوئی

کسی کا ہاتھ ہے دل پر، تو کوئی آہ بلب
نگاہ نیچی کیے، مسکرا رہا ہے کوئی

کسی کی طاقتِ دیدار دے چکی ہے جواب
نظر جھکائے ہوئے تھرتھرا رہا ہے کوئی

کُھلی ہیں آنکھیں، مگر کچھ نظر نہیں آتا
ضرور محوِ تحیّر بنا رہا ہے کوئی

یہ مہر و ماہ کا عالم، یہ نورِ گنبدِ سبز
کہ رنگ رنگ کے جلوے دکھا رہا ہے کوئی

لپٹ لپٹ کے ستونِ ابی لبابہؓ سے
ہزار اشکِ ندامت گرا رہا ہے کوئی

ادھر حریمِ رسالت ﷺ کے ایک گوشے میں
بصد خضوع حدیثیں پڑھا رہا ہے کوئی

قریبِ روضۂ اقدس، بہ لحن داؤدی
ادب سے سورۂ طٰہٰ سنا رہا ہے کوئی

کہیں حمیدؔ نہ ہو، بڑھ کے زائرو دیکھو
سرور و شوق میں کچھ گنگنا رہا ہے کوئی

نعت

حبّذا حبّذا نسیمِ شمال
مرحبا مرحبا! تعال تعال!

تیرے آنے سے آئی جان میں جان
شدّتِ غم سے جی بہت تھا نڈھال

یادِ ایّامِ دل فروز کہ جب
دولتِ دید سے تھے مالا مال

ساکنانِ مدینہ کیسے ہیں؟
خادمانِ حرم کا ہے کیا حال

قابلِ رشک ہے وہ قسمت ور
جس کو حاصل ہو حاضری ہر سال

اللہ اللہ تھے کبھی ہم بھی
محوِ نظّارۂ حریمِ جمال

عیدِ نظّارہ تھا نظر کے لئے
قبّۂ نور کے کلس کا ہلال

درِ اقدس کی جالیوں کی طرف
دیکھ لے آنکھ بھر کے، کس کی مجال

آج ہیں وقفِ انتظار آنکھیں
آج گویا نظر نظر ہے سوال

شوقِ دیدار میں ہیں محوِ سکوت
جرأتِ عرضِ حال بھی ہے محال

کب نظر آئے گا وہ نورِ سحر
جائے گی کب یہ شامِ رنج و ملال

یاد آتی ہے صبح و شامِ حرم
پڑھتے ہی "بالغدوّ والآصال"

آج تک ہیں نگاہ و دل پہ محیط
جلوہ ہائے دیارِ حسن و جمال

عین بیداری و حقیقت کو
کیسے سمجھیں ہم آہ خواب و خیال

یہ بھی ان کے کرم کا صدقہ ہے
عالمِ ہجر بھی ہے عینِ وصال

تو رہے برقرار دردِ حبیب ﷺ
شادم از سوزِ ہجر در ہمہ حال

برق سی دل پہ گر گئی ہے حمیدؔ
جب مدینے کا آ گیا ہے خیال

نعت

نسیمِ سحر تجھ پہ صدقے دل و جاں
ذرا راس طرف بھی خراماں خراماں

سنگھا دے ذرا نکہتِ کوئے طیبہ
ہے افسردہ خاطر حمیدِؔ غزل خواں

کئی دن سے خاموش ہے سازِ ہستی
ذرا چھیڑ دے آ کے تارِ رگِ جاں

ادھر بھی کوئی ابرِ رحمت کا چھینٹا
پھنکا جا رہا ہے مرا قلبِ سوزاں

بہت یاد آتے ہیں اہلِ مدینہ
سراپا محبت، خوش اخلاق انساں

مبارک انھیں سایۂ بابِ رحمت
سلامت رہیں کوئے طیبہ کے مہماں

تصور میں ہیں جلوہ گر وہ مناظر
ہے بے تابِ نظارہ پھر چشمِ گریاں

وہ صحرا بہ صحرا، وہ منزل بہ منزل
جگر سوز و دلکش نوائے حُدی خواں

وہ "بئرِ علیؓ" کے دل افزا نظارے
وہ پُرنور عالم، وہ صبحِ درخشاں

وہ گلریز وادی، وہ گلرنگ منظر
وہ رنگین جلوے، وہ گنجِ شہیداں

جہاں دیکھتے تھے، جدھر دیکھتے تھے
حرم کے منارے نمایاں نمایاں

قُبا کی وہ راہیں، وہ اپنی نگاہیں
خیاباں خیاباں، گلستاں گلستاں

اُدھر چاند کی روشنی، ہلکی ہلکی
اِدھر سبز گنبد درخشاں درخشاں

کلَس کی وہ ضو پاشیاں اللہ اللہ
وہ اک نور کا خط فروزاں فروزاں

حرم میں وہ برقِ تجلّی کی کرنیں
وہ ہر بام و در مطرحِ نُورِ یزداں

سِرَاجًا مُّنِیْرًا کی وہ ضَوفشانی
وہ نورِ احادیث و آیاتِ قرآں

فدا جان و دل قبۂ نور تجھ پر
تصوّر ترا ہے مرا دین و ایمان

ترا نام سرمایۂ شادمانی
ترا تذکرہ دردِ دل کا ہے عنواں

تری یاد ہے زندگی کا سہارا
ترا ذکر، وجہِ سکونِ دل و جاں

نعت

مُدّت ہوئی گلزارِ مدینہ نہیں دیکھا
پھولوں سے بھرا دامنِ صحرا نہیں دیکھا

یوں تو نگہِ شوق نے کیا کیا نہیں دیکھا
دیکھا تھا کبھی جس کو، وہ جلوہ نہیں دیکھا

جو راہبرِ منزلِ مقصود ہو اے دل
مدت سے فلک پر وہ ستارہ نہیں دیکھا

اے چاندنی دیکھا تھا جو طیبہ کے سفر میں
وہ شب کے اندھیرے میں اجالا نہیں دیکھا

پھر بیٹھ کے اٹھنے کو نہ جی چاہے جہاں سے
اَخوات کے رہنے کا وہ گوشہ نہیں دیکھا

آتے تھے جہاں رُشد و ہدایات کے پیغام
وہ مہبطِ جبریلؑ وہ صُفّہ نہیں دیکھا

یاد آئے نہ کیوں آخرِ شب نور کا عالم
وہ خاص تہجّد کا مُصلّا نہیں دیکھا

وہ روح فزا خُلد کی کیاری نہیں دیکھی
محراب کا وہ جلوۂ زیبا نہیں دیکھا

وہ حضرتِ فاروقؓ کی مسجد نہیں دیکھی
وہ حضرتِ عثمانؓ کا روضہ نہیں دیکھا

کچھ ڈھونڈھ رہی ہیں مری بے تاب نگاہیں
وہ بیرِ علیؓ بارِ الٰہا نہیں دیکھا

ہنگامِ سحر گنبدِ خضرا کے کلس پر
خورشید کی کرنوں کا مچلنا نہیں دیکھا

وہ جلوہ گہِ خاصِ شہنشاہِ دو عالم ﷺ
وہ عائشہ صدیقہؓ کا حُجرہ نہیں دیکھا

وہ نور کی کثرت کہ ٹھہرتی نہ تھیں نظریں
ہم نے اِنھی آنکھوں سے مگر کیا نہیں دیکھا

دل ڈھونڈھ رہا ہے اسی اندازِ کرم کو
جُنباں حرمِ قدس کا پردہ نہیں دیکھا

کہنے کو کیا حُسنِ تصوّر نے بڑا کام
دیکھا تو ہے لیکن انھیں گویا نہیں دیکھا

کیا اس سے زیادہ ہو حمیدؔ ان کی نوازش
خالی کبھی آغوشِ تمنّا نہیں دیکھا

نعت

یاد ہے اب تک مجھے طیبہ کا جانا یاد ہے
یاد ہیں وہ دن، وہ راتیں، وہ زمانہ یاد ہے

گوشِ خفتہ میں وہ تکبیرِ حرم کا گونجنا
رات کو پچھلے پہر وہ اُٹھ کے جانا یاد ہے

دیکھنا سقفِ حرم کے قمقموں کی روشنی
وہ ستاروں کا فلک پر جھلملانا یاد ہے

گنبدِ خضرا کے نورانی کلس کے آس پاس
وہ مہ و خورشید کا چکّر لگانا یاد ہے

وہ حریمِ پاک میں رُک رُک کے چلنا بار بار
وہ قدم آہستہ آہستہ اٹھانا یاد ہے

روضۂ جنت، وہ منبر اور وہ محراب و در
ہاں ابھی تک وہ سماں، وہ آستانہ یاد ہے

اضطرابِ حسرتِ دیدار و محرابِ نبی ﷺ
اور وہ سجدے کی خاطر سر جھکانا یاد ہے

ذوقِ نظّارہ کے عالم میں وہ رنگِ محویت
اور وہ میری چشمِ نم کا تھرتھرانا یاد ہے

وہ دلِ پُر آرزو کا اضطرابِ نو بہ نو
وہ نگاہِ شوق کا تسکین پانا یاد ہے

ہائے وہ دل کا دھڑکنا یک بیک وقتِ سلام
وہ مِرا کچھ پڑھتے پڑھتے بھول جانا یاد ہے

روضۂ پُرنور میں وہ برقِ رحمت کی چمک
جالیوں کے پاس وہ آنسو بہانا یاد ہے

وہ حضورِ خاص، وہ انوارِ الطافِ نظر
وہ مرا رو رو کے حالِ دل سنانا یاد ہے

وہ نسیمِ روضۂ اقدس کی دلآویزیاں
اور وہ میرا ہوش میں پھروں نہ آنا یاد ہے

پاسبانوں کی نظر سے چھُپ کے فرطِ شوق میں
سُرمۂ خاکِ درِ اقدس لگانا یاد ہے

وہ نسیمِ دلکشا، وہ جلوۂ نورِ سحر
وہ طیورِ خوشنوا کا چہچہانا یاد ہے

ہائے وہ فرطِ طرب میں نغمۂ وجد آفریں
وہ ترانہ شوق کا، وہ گنگنانا یاد ہے

وہ اُحُد کی راہ، وہ نخلِ رطب، وہ سبزہ زار
سائے میں دیوار کے وہ بیٹھ جانا یاد ہے

اللہ اللہ وہ دلِ بیتاب کا عالم حمیدؔ
آ کے جانا یاد ہے، اور جا کے آنا یاد ہے

نعت

زائرو! عرض کرو جب شہِ ذیشاں ﷺ کو سلام
ہم غریبوں کا بھی سلطانِ غریباں ﷺ کو سلام

پیش کرنا بہ کمالِ ادب و شوقِ نیاز
قبلۂ اہلِ وفا، کعبۂ ایماں ﷺ کو سلام

بھول جانا نہ کہیں وقتِ تلاوت ﷲ
مہبطِ روحِ امیں، حاملِ قرآں کو سلام

خواب گاہِ شہِ کونین ﷺ پہ ہر لحظہ درود
سحر و شام مرے حاصلِ ایماں کو سلام

گوشہ گوشہ پہ شبستانِ رسالت کے درود
روضہ و منبر و محرابِ درخشاں کو سلام

قبۂ نور پہ ہوتے ہیں جو قرباں ہمہ شب
اُن ستاروں کو سلام، اُس مہِ تاباں کو سلام

فرش پا رہتی ہے جو صحنِ حرم میں ہر سُو
اس شبِ ماہ کو، اُس صبحِ درخشاں کو سلام

گنبدِ سبز کا ہر روز جو کرتی ہیں طواف
ان شعاعوں کو اور اس مہرِ درخشاں کو سلام

روضۂ خلد میں جو محوِ عبادت ہوں گے
ان کے حسنِ نظر و چہرۂ تاباں کو سلام

درِ اقدس پہ جو مصروفِ گہر باری
نگہِ شوق کا اُس دیدۂ گریاں کو سلام

وہ جو احساسِ ندامت سے ہو طوفاں بکنار
ڈبڈبائی ہوئی اُس چشمِ پشیماں کو سلام

گم جو ہو جلوۂ بے رنگ کے نظّارے میں
دلِ مشتاق کا اُس دیدۂ حیراں کو سلام

با صد اخلاص و باندازِ غلامی کہنا
حرمِ پاک کے ہر خادم و درباں کو سلام

دل کو دل چشمِ توجّہ سے بنایا جس نے
دل سے اُس راہبرِ منزلِ عرفاں کو سلام

جن کو حاصل ہے شرف آپ ﷺ کی پابوسی کا
اُن گلی کوچوں کے ذرّاتِ درخشاں کو سلام

جو پھرا کرتے ہیں مستوں کی طرح گلیوں میں
اُن سگانِ بَلَدِ شاہِ رسولاں ﷺ کو سلام

نگہِ سرورِ کونین ﷺ پڑی ہے جس پر
اُس رہ و منزل و کہسار و بیاباں کو سلام

اک نظر کوہِ اُحُد پر مری خاطر پہلے
پھر اسی وادیٔ فردوس بداماں کو سلام

محوِ آرام ہیں جس خاک پہ اصحابِ اُحُدؓ
ایک مہجور کا اُس گنجِ شہیداں کو سلام

کیف و مستی میں فراموش نہ ہوں اہلِ بقیع
جُملہ اصحابؓ شہنشاہِ رسولاں ﷺ کو سلام

جس میں ہر لحظہ مہکتی ہے نسیمِ رحمت
اُس گلستاں کو سلام، اہلِ گلستاں کو سلام

جس میں ہے خلد در آغوش قُبا کی مسجد
اس خیاباں کو سلام، اُس چمنستاں کو سلام

سازِ دل گونج اٹھا کیفِ نوا سنجی سے
چمنِ طیبہ کے مُرغانِ خوش الحاں کو سلام

پا پیادہ جو ملے راہ میں دیوانۂ شوق
اس غریب الوطن و بے سروساماں کو سلام

غازۂ خاکِ رہِ شوق ہو جس کے رُخ پر
اس کے ذوقِ طلب و رنگِ پریشاں کو سلام

نعت پڑھتا ہُوا مل جائے جو کوئی یمنی
غائبانہ مرا اُس مست و غزلخواں کو سلام

رحمتِ حق سے میسّر ہوں وہ دن کاش حمیدؔ
خود کریں عرض شہنشاہِ رسولاں ﷺ کو سلام

نعت

دیارِ ہند کو نسبت ہے کیا مدینے سے
یہ رنج ہے کہ میں کیوں آ گیا مدینے سے

نثار کیجئے اُس دل پہ قیمتِ کونین
کہ جس کو عشق ہو کعبے سے، یا مدینے سے

یوں ہی تو کہتے ہیں مرکز اسے دو عالم کا
کہ ہر مقام کا ہے راستہ مدینے سے

نگاہ بن نہیں سکتی زباں، تو کیا کہیئے
یہ کیا بتاؤں کہ لایا ہوں کیا مدینے سے

نگاہ گنبدِ خضرا کے گرد پھرتی تھی
میں دل کو تھام کے رخصت ہُوا مدینے سے

مریضِ ہجر اسی آرزو میں جیتا ہے
کہ لوگ لائیں گے خاکِ شفا مدینے سے

غمِ فراق کی ایذا پسندیاں توبہ
مگر لگائے ہوں اک آسرا مدینے سے

ادب سے کہہ نہیں سکتا، مگر حقیقت ہے
کہ میرے دل کو بھی ہے رابطہ مدینے سے

درِ حبیب ﷺ نے عالم سے بے نیاز کیا
حمیدؔ مجھ کو تو سب کچھ ملا مدینے سے

نعت

ہم کہاں، اور کہاں دیارِ حبیب ﷺ
اللہ اللہ یہ ہمارے نصیب

دیکھو سنبھلو حمیدؔ، سنبھلو حمیدؔ
آ گیا، آ گیا، دیارِ حبیب ﷺ

ہونے والا ہے کیا، خدا جانے
کچھ چمک ہو رہی ہے دل کے قریب

اس کی قدرت ہے، اس کی رحمت ہے
میرا سر اور خاکِ پائے حبیب ﷺ

ہائے اس وقت ہو گا کیا عالم
جبکہ "ھٰذَا النَّبِی"☆ کہے گا خطیب

نگہ آشنا وہ یاد ہے خواب
یہی عالم تھا جب قریب قریب

کیجئے میرے غم کی چارہ گری
درد مندوں کے آپ ﷺ ہی ہیں طبیب

آپ ﷺ ہی نے شرف یہ بخشا ہے
ورنہ ایسے کہاں تھے میرے نصیب

نہیں معلوم کیا نظر آیا
محوِ حیرت ہے کیوں حمیدؔ غریب

☆ ترک سلاطین کے عہد میں خطیب جس وقت منبر پر بیٹھ کر جمعہ کا خطبہ پڑھتا تھا تو حضورِ اکرم ﷺ کے اسمِ مبارک کے ساتھ حجرۂ انور کی جانب انگلی سے اشارہ بھی کیا کرتا تھا (حمیدؔ)

نعت

تیرے کوچے میں حمیدِؔ خستہ حال آ ہی گیا
اپنے بندے کا تجھے آخر خیال آ ہی گیا

آج اک جھونکا نسیمِ صبح کا میرے لیے
لے کے پیغامِ طرب پیکِ وصال آ ہی گیا

جس کو آنکھیں ڈھونڈھتی تھیں اور دل بیتاب تھا
آ گیا وہ مظہرِ حُسن و جمال آ ہی گیا

میں ابھی غرقِ تصوّر تھا کہ دیکھا یک بیک
روبرو میرے وہ حُسنِ بے مثال آ ہی گیا

مُژدہ اے دل، آفریں صد آفریں اے اضطراب
سامنے آنکھوں کے مینارِ بلالؓ آ ہی گیا

دیکھ کر ان کی نگاہِ خاص کا لطف و کرم
کیا کہوں بیساختہ لب پر سوال آ ہی گیا

اللہ اللہ مجھ سے عاصی پر یہ ان کی رحمتیں
بیگناہی کو بھی رشکِ انفعال آ ہی گیا

ان کی اک ادنیٰ توجّہ کا اثر ہے یہ حمیدؔ
بے کمالی میں بھی کچھ رنگِ کمال آ ہی گیا

نعت

دیکھے تو کوئی رحمتِ سلطانِ مدینہ ﷺ
میں، اور درِ دولتِ سلطانِ مدینہ ﷺ

ارشادِ خدا ہے "وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ"
جس سے ہے عیاں رفعتِ سلطانِ مدینہ ﷺ

اللہ کی تنویر میں ہے آپ ﷺ کی صورت
ہے رویتِ حق، رویتِ سلطانِ مدینہ ﷺ

جلووں سے ہے معمور سیہ خانۂ عالم
اے صَلِّ عَلیٰ طلعتِ سلطانِ مدینہ ﷺ

فردوسِ نظر، کعبۂ اربابِ محبّت
ہے رشکِ ارم جنّتِ سلطانِ مدینہ ﷺ

کافر ہے وہ بدبخت، جو اس کو بھی کہے دل
جس دل میں نہ ہو الفتِ سلطانِ مدینہ ﷺ

یا رب نگہ لطف رہے روزِ قیامت
شرمندہ نہ ہو امّتِ سلطانِ مدینہ ﷺ

محشر کا نہیں خوف کہ ہیں شافعِ محشر ﷺ
محبوبِ خدا حضرتِ سلطانِ مدینہ ﷺ

بے چارہ حمیدؔ اپنی خطاؤں پہ خجل ہے
دیکھ اے نگہِ رحمتِ سلطانِ مدینہ ﷺ

نعت

وہ عجیب وقت تھا جب چلے تھے دیارِ نکہت و نور سے
وہ عجب سماں تھا جدا ہوئے تھے جو آستانِ حضور ﷺ سے

وہ درود پڑھنا مرا حرم میں کمالِ کیف و سرور سے
کبھی جالیوں کے قریب سے، کبھی ہٹ کے سامنے دور سے

وہ نظر نواز تجلّیاں، وہ سکوتِ دل، وہ سکونِ جاں
یہ کسے مجال، ملا سکے جو نظر کو پردۂ نور سے

وہ عنایتیں، وہ نوازشیں، وہ نشاطِ دید کی بارشیں
جو ہجومِ جلوہ کی تابشیں نظر آئیں حجلۂ نور سے

ہے مری نگاہ میں آج بھی، شبِ ماہ کی وہی دلکشی
وہ فضا میں چھٹکی ہے چاندنی، جو ضیائے قبۂ نور سے

مجھے "بیر غرس" کی چاہ ہے، مری تشنگی ہی گواہ ہے
یہ وہ تشنگی نہیں تشنگی، جو بجھے شرابِ طہور سے

جبلِ اُحد کے نظارے کی ہے نگاہِ شوق کو آرزو
نہ خیال باغِ نعیم کا، نہ ہے ذوق منظرِ طور سے

کبھی زائرانِ حرم اگر، سُوئے دشتِ بدر بھی ہو گزر
تو سلام کہنا مری طرف سے وہاں کے اہلِ قبور سے

کہوں کس سے رازِ غمِ نہاں، کہ ہیں اشک آنکھوں سے کیوں رواں
وہ سکونِ قلب نہیں یہاں، جو وہاں تھا قربِ حضور ﷺ سے

نعت

پھر دیارِ پاک کا اے کاش منظر دیکھتے
پھر رسولُ اللہ ﷺ کا دیارِ انور دیکھتے

بڑھ کے ہو جاتی نگاہِ شوق مصروفِ طواف
دور سے جب گنبدِ خضرا کا منظر دیکھتے

شوق میں کوہِ اُحد پر پھر پہنچتے ایک بار
اور خود اپنا بلندی پر مقدر دیکھتے

آ کے فرطِ شوق میں "بابِ مجیدی" کے قریب
پھر سحر کا وہ نظر افروز منظر دیکھتے

وہ بہارِ روضۂ جنت فضائے نور میں
بابِ رحمت سے ذرا کچھ دور ہٹ کر دیکھتے

ڈرتے ڈرتے جالیوں کے پاس ہوتی حاضری
نیچی نظروں سے جمالِ پردۂ در دیکھتے

آنکھ اپنی کھولتے جس وقت ہم پڑھ کر سلام
برقِ رحمت کی چمک جالی کے اندر دیکھتے

رہ گئی پاسِ ادب سے اپنی تھرّا کر نظر
تابِ نظارہ اگر ہوتی، مکرّر دیکھتے

وہ حریمِ قدس، وہ آرام گاہِ شاہِ دیں ﷺ
کوئی صورت ہے حمیدؔ ایسی، برابر دیکھتے

نعت

دل فرطِ غم سے شق ہے، سینہ بھی ہے دریدہ
کیا حمد و نعت لکھے کلکِ زباں بریدہ

شاید یہی ہمارے دل کی لگی بجھائیں
باقی جو رہ گئے ہیں کچھ اشکِ ناچکیدہ

طیبہ کی یاد میں ہے دل بے قرار مطرب
جامیؔ کے کچھ سنادے اشعار چیدہ چیدہ

فی الحال یہ خلش ہی وجہِ سکوں ہے مجھ کو
دل سے مرے نہ کھینچو یہ ناوکِ خلیدہ

اے شیخِ پاک باطن توفیق ہو تو پی لے
یہ جام ہے اچھوتا، یہ مے ہے ناچشیدہ

ہے نازشِ بہاراں طیبہ کا باغ، ورنہ
جو باغ ہے جہاں میں، ہے وہ خزاں رسیدہ

جب کچھ خیال آیا، صبحِ حرم کا مجھ کو
بابُ السلام والا یاد آ گیا قصیدہ

ہر داغِ دل ہمارا فردوس در بغل ہے
رضواں نے کب یہ دیکھے گلہائے نو دمیدہ

یادِ خدا ہو دل میں، ذکرِ نبی ﷺ ہو لب پر
سیکھو حمیدؔ ہم سے یہ خصلتِ حمیدہ

نعت

اِدھر جیب و دامن دریدہ دریدہ
اُدھر رُخ کی رنگت پریدہ پریدہ

مرے چشم و دل پھر انھیں ڈھونڈتے ہیں
کہ جو لذّتیں ہیں چشیدہ چشیدہ

وہ اطرافِ عالم کے بے تاب زائر
چلے آ رہے تھے دمیدہ دمیدہ

وہ پائے طلب، وہ جنونِ محبّت
وہ خارِ مغیلاں خلیدہ خلیدہ

غبارِ رہِ شوق کا منہ پہ غازہ
وہ اشکِ مسرت چکیدہ چکیدہ

دعا زیرِ لب، سرنگوں، دست بستہ
بہ ذوقِ حضوری تپیدہ تپیدہ

ریاضِ قُبا کی وہ دلکش بہاریں
وہ گلہائے رنگیں دمیدہ دمیدہ

وہ خوشرنگ پتّوں میں جنبش ہوا سے
وہ سرسبز شاخیں خمیدہ خمیدہ

وہ شاداب سبزہ، کھجوروں کے جھرمٹ
نہالانِ گلشن کشیدہ کشیدہ

نعت

مدینے میں کاش اے دلِ زار ہوتے
وہ پُرنور کوچے، وہ بازار ہوتے

سحر کے وہ جلوے وہ انوار ہوتے
مدینے میں ہم مست و سرشار ہوتے

سماتے وہ آنکھوں میں دلکش مناظر
خود اپنی نظر کے خریدار ہوتے

وہ کیفیّت خاص ہوتی عنایت
نہ بے ہوش ہوتے، نہ ہشیار ہوتے

سمجھتے اسے بادشاہی سے بڑھ کر
جو بوّاب کے کفش بردار ہوتے

نگاہوں میں پھرتی بقیع مبارک
اگر خوش نصیبی سے بیمار ہوتے

گزرتے جو پیشِ حریمِ رسالت ﷺ
وہی چند انفاس باکار ہوتے

کبھی بابِ جبریلؑ پر دست بستہ
کبھی سرنگوں زیرِ دیوار ہوتے

کبھی چومتے جالیوں کو ادب سے
کبھی شوق میں محوِ دیدار ہوتے

نعت

یوں غزل چھیڑ کوئی مرغِ خوش الحانِ حرم
یاد آ جائے بہارِ چمنستانِ حرم

نظر افروز ہے ہر جلوۂ تابانِ حرم
اللہ اللہ، بہارِ چمنستانِ حرم

ہر طرف بارشِ انوار کا اک عالم ہے
اے زہے شعشعۂ نیّرِ تابانِ حرم

سبز، یہ عرش کی قندیل ہے، یا قبۂ نور
قمقمے ہیں یہ ارم کے کہ چراغانِ حرم

چشمِ مشتاق رہی گنبدِ خضرا کے نثار
دلِ پُرشوق فدائے چمنستانِ حرم

باغِ فردوس مبارک ہو تجھے اے رضواں
ہم تو ہیں شیفتۂ رنگِ گلستانِ حرم

شوقِ نظّارہ تو تھا، دید کی جرأت نہ ہوئی
نظر اٹھی نہ سوئے پردۂ ایوانِ حرم

یہ بھی کہتے ہوئے مولا مجھے شرم آتی ہے
کاش مل جائے غلامیٔ غلامانِ حرم

یہ بھی لطفِ شہِ لولاک ﷺ سمجھتا ہوں حمیدؔ
ورنہ مَیں، اور نوا سنجِ گلستانِ حرم

نعت

ہر چند روکتی رہی درماندگی مجھے
موجِ ہوائے شوق اُڑا لے گئی مجھے

بُھولی ہے اور نہ بُھولے گی تا زندگی مجھے
جو کوچۂ حبیب ﷺ میں راحت ملی مجھے

ہے کوئی آرزو، تو الٰہی! یہی مجھے
مل جائے کاش سایۂ بابُ النّبی ﷺ مجھے

آدابِ جلوہ گاہ میں اللہ ری محویت
سجدے سے سِر اٹھانے کی مہلت نہ تھی مجھے

جب محو تھا میں گنبدِ خضرا کی دید میں
اس وقت چشمِ شوق مری دیکھتی مجھے

اے ہم نفس فضائے مدینہ کا ذکر چھیڑ
محسوس ہو رہی ہے تڑپ میں کمی مجھے

جس وقت یاد گنبدِ خضرا کی آ گئی
تاریکیوں میں آئی نظر چاندنی مجھے

اے ساکنانِ کوچۂ طیبہ، مرا سلام!
وقتِ سلام بھول نہ جانا کبھی مجھے

طیبہ کا ذوق و شوق سلامت رہے حمیدؔ
مضمونِ نَو بہ نَو کی ہے پھر کیا کمی مجھے

نعت

آ گیا شاہِ دو عالم ﷺ کا دیار
ہوشیار، اے جانِ مضطر ہوشیار

ڈھونڈھتی تھی گنبدِ خضرا کو تو
دیکھ وہ ہے اے نگاہِ بے قرار

وہ نظر آئی مدینہ کی زمیں
چھا رہا ہے دیکھ وہ رنگیں غبار

دل ہوا جاتا ہے اپنا باغ باغ
دل لبھاتی ہے مدینہ کی بہار

ذرہ ذرہ نور سے معمور ہے
کیا نظر آتی ہے شانِ کردگار

یہ وہی پاکیزہ کوچے ہیں جہاں
چلتے پھرتے تھے شہِ عالی وقار ﷺ

آنکھ رکھوں یا قدم اس خاک پر
ذرہ ذرہ ہو رہا ہے جلوہ زار

بڑھ کے تو اے روح اب قربان ہو
"یا رسولَ اللہ" ﷺ کہہ کر ایک بار

حاجیو، پڑھتے رہو دل سے درود
ہر گھڑی، ہر لحظہ، ہر دم، بار بار

نعت

اِس طرف دل مِرے سینے میں تڑپتا ہو گا
اُس طرف جلوہ فگن گنبدِ خضرا ہو گا

اب مدینے کے دل آویز وہ کوچے ہوں گے
اور یہ دلدادہ انھی کوچوں میں پھرتا ہو گا

سجدے میں ہوں درِ اقدس پہ کہ سُوئے کعبہ
کثرتِ شوق میں احساس کب اس کا ہو گا

لذتِ ذوقِ جبیں سائی ملے گی کیا کیا
سر جب آسودۂ سنگِ درِ والا ہو گا

دلِ بیتاب کی حالت ہی بدل جائے گی
آپ کا لطف و کرم مجھ پر جو شاہا ﷺ ہو گا

جان نکلے تو سہی روضۂ اقدس کے قریب
یہ تو اللہ کو ہے علم کہ پھر کیا ہو گا

بیخودی میں اگر احساسِ تمنّا نہ رہا
کس طرح ہائے پھر اظہارِ تمنا ہو گا

جب تصوّر سے یہ عالم ہے مِرے دل کا حمیدؔ
ہو گا کیا، سامنے جب وہ درِ والا ہو گا

نعت

دلِ غم زدہ کیوں نہ مسرور ہو گا
جو پیشِ نظر قُبّۂ نور ہو گا

حضوری کے جلووں سے معمور ہو گا
یہ سینہ مِرا وادیٔ طور ہو گا

وہاں جا رہا ہوں خدا کے کرم سے
جہاں ہر طرف نور ہی نور ہو گا

اُسی آستاں پر کروں گا میں سجدے
جو نورِ تجلّی سے معمور ہو گا

بر آئے گی ہر آرزوئے مسرّت
کہ دل سے ہر اندوہ و غم دور ہو گا

مزے آئیں گے عشرتِ بیخودی کے
جو ہو گا وہاں مست و مخمور ہو گا

نظر آئے گا دور سے جب وہ گنبد
تو کیا حال اے قلبِ مہجور ہو گا

مدینے میں بن جائے گا میرا مدفن
اگر میرے آقا ﷺ کو منظور ہو گا

نعت

نزولِ رحمتِ پروردگار دیکھیں گے
کہ پھر حبیبِ خدا ﷺ کا دیار دیکھیں گے

ہمیں بھی روضۂ جنت میں اے صبا لے چل
جمالِ معرفتِ کردگار دیکھیں گے

لگائیں گے اسے آنکھوں میں مثلِ خاکِ شفا
جہاں مدینے میں اُڑتا غبار دیکھیں گے

سوادِ گنبدِ خضرا کو ذوالحلیفہ سے
وفورِ شوق میں دیوانہ وار دیکھیں گے

کبھی فرازِ اُحُد کی فضائے رنگیں کو
کبھی ریاضِ قُبا کی بہار دیکھیں گے

بحدِّ شوقِ نظر روضۂ منوّر کو
قریب و دور سے ہم بار بار دیکھیں گے

نظر میں لے کے تمنّائے دل کی رنگینی
حریمِ قدس کے نقش و نگار دیکھیں گے

پہنچ گئے جو دیارِ نبی ﷺ میں قسمت سے
تو پھر تجھے بھی غمِ روزگار دیکھیں گے

نعت

پھر مئے توحید کا ساغر چلے
پھر حضورِ ساقئ کوثر ﷺ چلے

سوز و سازِ آرزو لے کر چلے
با دلِ پُر شوق و چشمِ تر چلے

رہنمائی ہو رہی ہے غیب سے
ساتھ اپنے کیوں کوئی رہبر چلے

الفراق، اے دردِ عصیاں، الفراق
ہم حضورِ شافعِ محشر ﷺ چلے

نعرۂ لبّیک لب پر بار بار
جس طرف تھا قُبّۂ انور چلے

گنبدِ خضرا پہ ہونے کو نثار
رات آئی اور مہ و اختر چلے

دل میں لے کر ایک خلدِ آرزو
ہم بھی سُوئے روضۂ اطہر چلے

جھک گئی پاسِ ادب سے خود جبیں
دل بھر آیا، اور اشکِ تر چلے

نعت

پڑیں آج کس جلوہ گہ پر نگاہیں
نگاہیں مری بن گئیں جلوہ گاہیں

یہ کس بام پر پڑ رہی ہیں نگاہیں
گری جا رہی ہیں سروں سے کُلاہیں

اُنھیں مل گئیں کیا تری جلوہ گاہیں
کہاں ہو گئیں گم پہنچ کر نگاہیں

جنھیں ڈھونڈھتی تھیں ہماری نگاہیں
یہی ہیں یہی ہیں، وہ جنّت کی راہیں

کسی کی رسائی ہو کیوں کر یہاں تک
شہنشاہِ کونین ﷺ جب تک نہ چاہیں

ہے پیشِ نظر آج وہ نورِ وحدت
منور ہیں جس نور سے خانقاہیں

بھٹکنے کا خطرہ نہیں اب رہا کچھ
مجھے مل گئیں میری منزل کی راہیں

بہت کچھ کیا پاس آدابِ دل نے
نکل ہی گئیں پھر بھی کچھ منہ سے آہیں

جو کہنا ہو کہہ لو حمیدؔ آج اُن سے
کہ اِس وقت ہیں ملتفت وہ نگاہیں

نعت

کونین میں شہرت ہے سرکارِ دو عالم ﷺ کی
چھائی ہوئی رحمت ہے سرکارِ دو عالم ﷺ کی

مومن کی نگاہوں میں فردوس سے بھی بڑھ کر
آغوشِ محبّت ہے سرکارِ دو عالم ﷺ کی

اے ارضِ مدینہ کاش آنکھوں میں تجھے رکھ لوں
جنت ہے تو جنّت ہے سرکارِ دو عالم ﷺ کی

انوارِ تجلّی سے ہیں دونوں جہاں روشن
کیا شمعِ رسالت ہے سرکارِ دو عالم ﷺ کی

مُردے ہی نہ جی اٹھیں، پتھر بھی پڑھیں کلمہ
ٹھوکر میں وہ قدرت ہے سرکارِ دو عالم ﷺ کی

طیبہ کا ہر اک کوچہ کیوں کر نہ معطّر ہو
پھیلی ہوئی نکہت ہے سرکارِ دو عالم ﷺ کی

اے زائرِ خوش قسمت روضہ کی زیارت بھی
دراصل زیارت ہے سرکارِ دو عالم ﷺ کی

تا حشر رہے یا رب محفوظ حوادث سے
دل میں جو امانت ہے سرکارِ دو عالم ﷺ کی

کہتے ہوئے مرقد سے محشر میں حمیدؔ آئے
مجھ کو تو ضرورت ہے سرکارِ دو عالم ﷺ کی

نعت

نسیم مشکبار ہے شمیم خوشگوار ہے
چمن چمن بہار ہے، بہشت در کنار ہے
نہ کوئی اضطراب ہے، نہ کوئی انتشار ہے
سکون ہی سکون ہے، قرار ہی قرار ہے
نظر کے سامنے زہے نصیب وہ دیار ہے
لطافتوں پہ جس کی جانِ عاشقاں نثار ہے
یہی وہ ارضِ پاک ہے، شرف دیا گیا جسے
یہی ہے وہ دیار جس پہ دو جہاں نثار ہے
مفرحاتِ جان و دل یہ ٹکڑہ ہائے آب و گل
کہیں پہ سبزہ زار ہے، کہیں پہ مرغزار ہے
قدم نہ جو بڑھا سکا، نظر نہ جو اٹھا سکا
یہیں کہیں پہ اُس شہیدِ عشقؒ کا مزار ہے
حرم کی سمت بڑھ رہا ہے زائرین کا ہجوم
درود اور سلام ہے، پکار ہی پکار ہے
نگاہ فرشِ راہ کر، حمیدؔ رکھ زمیں پہ سر
ادب، ادب، یہ کوچۂ حبیبِ کردگار ﷺ ہے

نعت

یہ آج کیسا عالم ہے طاری
یا سجدہ ریزی، یا اشکباری
صبر آزما دل، صبر آزما دل
یہ بے قراری، یہ بے قراری
اُنْظُرْ اِلَیْنَا، اُنْظُرْ اِلَیْنَا
محبوبِ باری، محبوبِ باری ﷺ
بُستانِ طیبہ، اللہ اللہ
ٹھنڈی ہوائیں ابرِ بہاری
خوشبو کی لپٹیں آتی ہیں پیہم
جن پر تصدّق مشکِ تتاری
ہاتھوں میں لرزش، لب پر دعائیں
اشک مسلسل آنکھوں سے جاری
ہے سبز گنبد نظروں کا مرکز
"اَنْتَ حَبِیْبِیْ" ﷺ لب پر ہے جاری
شوقِ زیارت، ذوقِ عبادت
دن ہیں ہمارے، راتیں ہماری

نعت

نشاطِ بے مثال ہے سُرورِ لازوال ہے
مدینۃ النبی ﷺ ہے اور حمیدؔ خستہ حال ہے

عجیب جوشِ بے خودی، عجیب تر یہ حال ہے
نگاہ چار سُو ہے اور اک طرف خیال ہے

بر آئی دل کی آرزو، حرم میں لائی جستجو
وہ عالمِ خیال تھا، یہ عالمِ مثال ہے

دعا جو میرے دل میں ہے نگاہِ مضمحل میں ہے
یہی زبانِ قال ہے یہی زبانِ حال ہے

ہزار شوقِ دید ہو، حریمِ قدس سامنے
نظر اٹھا کے دیکھ لے، کسی کی کیا مجال ہے

مزاج حسن و عشق کا کچھ اس طرح سمو گیا
جلال میں جمال ہے، جمال میں جلال ہے

جہاں جہاں سے دیکھیے، اسی طرح ہے جلوہ گر
نظر فروز کس قدر منارۂ بلالؓ ہے

نگاہِ شوق دیکھ لے کلَس کی سمت غور سے
بخطِ نور کچھ لکھا ہُوا ہے یا ہلال ہے

یہاں سے اب نہ جائیے، حدیثِ دل سنائیے
جدھر نظر اٹھائیے، جمال ہی جمال ہے

نعت

قابلِ ضبطِ غمِ قلب و جگر ہو کہ نہ ہو
رُخ سے پردہ تو اُٹھے، تاب نظر ہو کہ نہ ہو

آج جی بھر کے حمیدؔ ان کا نظارہ کر لو
پھر خدا جانے یہ اندازِ نظر ہو کہ نہ ہو

حالِ غم ان کو بہرحال سنانا ہے ضرور
نالہ ہائے دلِ مضطر میں اثر ہو کہ نہ ہو

دل بھر آیا ہے تو جی کھول کے رو لینے دو
پھر کبھی جوش پہ یوں دیدۂ تر ہو کہ نہ ہو

در و دیوار سے سر پھوڑ کے مر جانے دو
پھر کبھی کوچۂ طیبہ میں گزر ہو کہ نہ ہو

اور کچھ لطف اٹھا لوں میں جبیں سائی کا
پھر خدا جانے کہ اس در پہ یہ سر ہو کہ نہ ہو

یہ خیال اور بھی دیوانہ کیے دیتا ہے
دیکھیے پھر بھی مدینہ کا سفر ہو کہ نہ ہو

یہی بہتر ہے کہ اب جان تصدق کر دوں
ملتفت پھر نگہِ خاص اِدھر ہو کہ نہ ہو

اک نظر دیکھ لو پھر گنبدِ خضرا کو حمیدؔ
منظرِ خاص یہ پھر پیشِ نظر ہو کہ نہ ہو

نعت

ایسا تو ہو دل محوِ تماشائے مدینہ
جس سمت نظر جائے، نظر آئے مدینہ

سودا ہو اگر سر میں تو سودائے مدینہ
دل میں ہو تمنا، تو تمنائے مدینہ

دل میں رہے سلطانِ مدینہ ﷺ کا تصوّر
اور آنکھ رہے محوِ تماشائے مدینہ

اللہ رے نسیمِ سحری کی وہ لطافت
وہ روح فزا منظرِ صحرائے مدینہ

تابانیٔ انوار کا اللہ رے یہ عالم
ہے مہر بھی اک ذرّۂ صحرائے مدینہ

کیا چیز ہے اللہ! یہ اعجازِ تصوّر
جیسے تھے ابھی محوِ تماشائے مدینہ

صدقے میں شہیدانِ اُحدؓ کے مرے مولا
دکھلا دے مجھے پھر وہی صحرائے مدینہ

بے چین ہے دردِ غمِ فرقت سے حمیدؔ اب
پھر اس کو طلب کیجیے آقائے مدینہ ﷺ

نعت

دربارِ نبی ﷺ کے جلووں کی وہ بارشِ پیہم کیا کہیے
وہ صبح کا منظر کیا کہیے، وہ شام کا عالم کیا کہیے

وہ جنتِ روح و خلدِ نظر، وہ سوز و گدازِ قلب و جگر
وہ روضۂ اطہر صلِّ علیٰ، وہ نورِ مجسّم کیا کہیے

وہ لذتِ غم سینے میں نہاں، وہ اشکِ طرب آنکھوں سے رواں
وہ درد و نشاطِ تشنہ لبی، وہ رشحۂ زمزم کیا کہیے

جس وقت تصوّر کرتا ہوں، اک نیند سی آنے لگتی ہے
اے صلِّ علیٰ، آرام گہِ سرکارِ دو عالم ﷺ کیا کہیے

وہ راز و نیاز کی یکسوئی، وہ دل کی حضوری کا عالم
وہ جوشِ تلاوت پچھلے پہر، وہ سورۂ مریم کیا کہیے

اک کیفِ مسلسل حاصل ہے، اک نسبتِ خاص کے صدقے میں
دنیائے محبّت نازاں ہے، لطفِ خلشِ غم کیا کہیے

وہ وقتِ سحر پھولوں کی مہک، شاخوں کی لچک، سبزے کی لہک
گلزارِ قُبا کے دامن پر، کیفیتِ شبنم کیا کہیے

قربان حمیدِؔ خستہ جگر، کیا چاہیے اور اس سے بڑھ کر
ہے دل پہ مرے کیا کیا فیضِ سرکارِ دو عالم ﷺ کیا کہیے

نعت

لوگ جاتے ہیں کہ اللہ کا گھر دیکھیں گے
اور ہم دیکھنے والوں کی نظر دیکھیں گے

ایک ہم ہیں کہ شبِ غم میں تڑپتے ہوں گے
ایک وہ ہیں کہ مدینے کی سحر دیکھیں گے

جو تصوّر میں رہا کرتا تھا عالم اکثر
اب حقیقت میں اسے پیشِ نظر دیکھیں گے

جانے والوں پہ حرم کے، مجھے رشک آتا ہے
اللہ اللہ وہ تری راہ گزر دیکھیں گے

ہائے وہ حیرتِ نظّارہ کہ جب پہلے پہل
قبۂ نور کو وہ ایک نظر دیکھیں گے

ہاں انھی مادی آنکھوں سے بصد کیف و سرُور
بابِ جبریلؑ پہ رحمت کا اثر دیکھیں گے

کبھی منبر پہ نظر ہو گی، کبھی جالی پر
کبھی حیرت سے اِدھر اور اُدھر دیکھیں گے

ہو گی کچھ اور ہی محویتِ اربابِ نظر
قبۂ نُور ہی دیکھیں گے، جدھر دیکھیں گے

جائیے جائیے اللہ سرافراز کرے
ہم بھی اللہ دکھائے گا اگر، دیکھیں گے

نعت

نگاہ شوق ہے، اور برملا دیارِ حبیب ﷺ
یہ ربط و ضبطِ محبّت خوشا دیارِ حبیب ﷺ

بہت دنوں میں کیا ہے کرم غریبوں پر
بعافیت تو ہے بادِ صبا دیارِ حبیب ﷺ

اب اتنا ہوش کہاں ہے، کسی طرف دیکھوں
نگاہ و دل پہ ہے چھایا ہُوا دیارِ حبیب ﷺ

حریمِ کعبہ کی عظمت سے ہے کسے انکار
مگر ہے قبلۂ اہلِ وفا دیارِ حبیب ﷺ

یقیں ہے، اہلِ شریعت بھی ہوش کھو بیٹھیں
رمری نظر سے جو دیکھیں ذرا دیارِ حبیب ﷺ

وہاں پہنچ کے کہیں اور کوئی کیا جائے
کہ رشکِ خلد ہے نامِ خدا دیارِ حبیب ﷺ

کرم سے اپنے وہاں بھی خدا دکھا دے گا
بہشت میں بھی جو یاد آئے گا دیارِ حبیب ﷺ

نگاہِ یاس کی بے تابیاں معاذ اللہ
پلٹ پلٹ کے میں دیکھا کیا دیارِ حبیب ﷺ

حمیدؔ صبر کرو، اِس قدر نہ گھبراؤ
خدا نے چاہا تو پھر دیکھنا دیارِ حبیب ﷺ

نعت

یاد آتا ہے اُس بزمِ پُر انوار کا عالم
شاہنشہِ کونین ﷺ کے دربار کا عالم

ہے پیشِ نظر ہر در و دیوار کا عالم
اب تک ہے وہی جلوۂ دیدار کا عالم

وہ نور فشاں انجمنِ راز کی باتیں
وہ خوابگہِ سیدِ ابرار ﷺ کا عالم

وہ سورۂ مُزّمّل و طٰہٰ کی تلاوت
ہر گوشے میں وہ بارشِ انوار کا عالم

وہ کیفِ جبیں سائی، وہ سجدوں کی لطافت
آنکھوں میں وہ محویتِ دیدار کا عالم

ہنگامِ مناجات، وہ اشکوں کی روانی
"یا شافعِ محشر" ﷺ کی وہ تکرار کا عالم

وہ وقتِ تہجّد نظر افروز نظارے
ہر سمت وہ تابانیٔ انوار کا عالم

وہ عکس فگن ماہِ رسالت ﷺ کی شعاعیں
اور وہ حرمِ پاک کی دیوار کا عالم

وہ چاندنی راتوں میں جھلکتی ہوئی سبزی
وہ قبۂ پُر نور، وہ مینار کا عالم

نعت

بھینی بھینی پھر شمیمِ جاں فزا آنے لگی
ٹھنڈی ٹھنڈی پھر مدینے کی ہوا آنے لگی

اضطرابِ دل کا ساماں پھر بہم ہونے لگا
مژدۂ لطف و کرم لے کر صبا آنے لگی

پھر سکونِ دل نے کروٹ لی کہ تڑپانے لگا
دل سے پھر بے ساختہ لب تک دعا آنے لگی

میں نے چھیڑا نغمۂ نعت، اور اُدھر ہر سمت سے
جیسے کانوں میں صدائے مرحبا آنے لگی

رفتہ رفتہ سب مناظر ہو گئے پیشِ نظر
دل میں رہ رہ کر حرم کی یاد کیا آنے لگی

قابلِ نظّارہ ہے کعبہ کے پردے کی بہار
ہر طرف سے جھومتی کالی گھٹا آنے لگی

پھر گیا نظروں میں میدانِ اُحُد کا لالہ زار
بن کے نکہت یادِ گلزارِ قُبا آنے لگی

حبّذا، اہلِ مدینہ، میں سراپا گوش ہوں
مَرْحَبًا اَہْلًا وَّ سَہْلًا کی صدا آنے لگی

کیوں نہ ہو اپنا مشامِ جاں معطّر اے حمیدؔ
باغِ طیبہ سے نسیمِ دلکشا آنے لگی

نعت

وہ دن بھی کیا تھے، جب تھے دیارِ نبی ﷺ میں ہم
کھوئے ہوئے سے پھرتے تھے ہر اک گلی میں ہم

اب تک سکوتِ شب کا وہ عالم نظر میں ہے
یا رب پہنچ گئے تھے کہاں بے خودی میں ہم

حاصل نہیں وہ دونوں جہاں کی خوشی میں بھی
پاتے تھے خاص کیف جو افسردگی میں ہم

سچ پوچھیے تو ہم کو یہ حیرت ہے آج تک
شمعِ حریمِ قدس کی راس روشنی میں ہم؟

واعظ! بہارِ روضۂ رضواں کا ذکر کیا
جنّت کو دیکھ آئے ہیں اس زندگی میں ہم

گو جنّت البقیع کے قابل نہیں، مگر
ہو جائیں دفن سایۂ دیوار ہی میں ہم

محوِ تصوّرِ حرمِ مصطفیٰ ﷺ رہیں
مسرور و شادماں ہیں الٰہی اسی میں ہم

اے کاش ان کے لطف و کرم سے حمیدؔ پھر
حاضر ہوں ذوق و شوق سے بیرِ علیؓ میں ہم

اٹھے حجاب گنبدِ خضرا سے اُس طرف
اور راس طرف نثار کریں جاں خوشی میں ہم

نعت

ترا اے نگاہِ کرم دیکھ لینا
مٹا دے گا سب رنج و غم، دیکھ لینا

خدا جانے کیا دم بہ دم دیکھ لینا
وہ رہ رہ کے سُوئے حرم دیکھ لینا

وہ بے تابیٔ دل وہ رخصت کا عالم
وہ مُڑ مُڑ کے با چشمِ نم دیکھ لینا

تری خوش خرامی کے قربان جاؤں
رادھر بھی غزالِ حرم! دیکھ لینا

دیارِ نبی ﷺ کی طرف جانے والو
ذرا وادیٔ ذی سَلَمْ دیکھ لینا

یہ جذبہ ہے شوقِ زیارت کا جذبہ
ہوا ہے، نہ ہو گا یہ کم، دیکھ لینا

خدا کے کرم سے جوارِ نبی ﷺ میں
پھر اک بار جائیں گے ہم، دیکھ لینا

مرے واسطے حاصلِ زندگی ہے
کسی کا بہ چشمِ کرم دیکھ لینا

حمیدؔ غزل خواں بھی طیبہ میں ہو گا
اُسے زائرانِ حرم دیکھ لینا

نعت

خاکِ درِ رسول ﷺ کی دولت لیے ہوئے
آتے ہیں سب خزینۂ رحمت لیے ہوئے

آئی نسیمِ صبح عجب لطف و ناز سے
گُل ہائے باغِ طیبہ کی نکہت لیے ہوئے

ہر اک نگاہِ شوق قدم چومنے لگی
آنکھیں جو ہیں جمالِ زیارت لیے ہوئے

کیوں اہلِ دل نہ فرطِ محبت سے چوم لیں
یہ دستِ شوق کس کی ہیں نسبت لیے ہوئے

خاکِ درِ حبیب ﷺ کا دیکھے کوئی اثر
رُخ ہے سُرور و نورِ عبادت لیے ہوئے

محسوس ہو رہا ہے یہ لطفِ کلام سے
ہر سانس ہے پیامِ مسرت لیے ہوئے

نظّارۂ حریمِ رسالت ﷺ کے فیض سے
دل کا ہر ایک گوشہ ہے جنّت لیے ہوئے

کیا جانیے کہ سجدے کیے ہیں کہاں کہاں
اک نور ہے جبینِ عقیدت لیے ہوئے

اس گوشۂ نگاہ کے قربان جائیے
ہے منظرِ حریمِ رسالت لیے ہوئے

نعت

اے ساقیٔ کونین ﷺ یہ کیا بوالعجبی ہے
سیراب ہوں میں، پھر بھی وہی تشنہ لبی ہے

اب اور کسی بزم کو کیا دیکھیے جا کر
آنکھوں میں سمایا ہوا دربارِ نبی ﷺ ہے

کٹتے ہیں مدینے کے تصوّر میں شب و روز
اب تک وہ خمارِ اثرِ نیم شبی ہے

اے گنبدِ خضرا ترے جلووں کے تصدّق
تو خواب گہِ خاصِ رسولِ عربی ﷺ ہے

یاد آتے ہیں رہ رہ کے مدینے کے مناظر
اے لذّتِ غم پھر وہی راحت طلبی ہے

آتا ہے مدینے سے ہَوا کا کوئی جھونکا
افسردہ نہ ہو آگ جو سینے میں دبی ہے

آرام گہِ سیّدِ لولاک ﷺ کی جانب
اٹھنا نگہِ شوق کا بھی بے ادبی ہے

کیا چیز ہے پھر گرمیٔ ہنگامۂ محشر
جب سایۂ دامانِ رسولِ عربی ﷺ ہے

کہتے ہیں غزل سن کے حمیدؔ اہلِ محبت
کیا زمزمہ پروازِ گلستانِ نبی ﷺ ہے

نعت

شمیمِ روضۂ خیرُ البشر ﷺ نہیں آئی
بہت دنوں سے نسیمِ سحر نہیں آئی

خدا ہی جانے کہاں کھو گیا ہے دل اپنا
کہ اک زمانے سے کوئی خبر نہیں آئی

کوئی تو درد ہے جس کی نہیں مجھے بھی خبر
یہ بے سبب تو مری آنکھ بھر نہیں آئی

گذر گیا ہے زمانہ اسی تمنّا میں
ہنوز دعوتِ ذوقِ نظر نہیں آئی

پھر اور کیا ہے جو رہ رہ کے دل دھڑکتا ہے
مری طلب کی بشارت اگر نہیں آئی

ہُوا ہے یوں بھی کہ ہنگامِ دید پہروں تک
گئی نگاہ تو پھر لوٹ کر نہیں آئی

جب آفتاب ہُوا جا رہا تھا ہر ذرّہ
وہ جگمگاتی ہوئی دوپہر نہیں آئی

ہوئی تھی گنبدِ خضرا کے سائے میں جو نصیب
پھر ایسی شام، پھر ایسی سحر نہیں آئی

مرے تصوّرِ صبحِ حرم کا کیا کہنا
کہ آج نیند مجھے رات بھر نہیں آئی

نعت

وہ دیدارِ خاکِ حجاز اوّل اوّل
وہ جوشِ جنونِ نیاز اول اول

وہ نظّارۂ بے نظر پہلے پہلے
وہ اک منظرِ جاں نواز اول اول

وہ عالم عجب بے خودی کا تھا عالم
ہُوئے تھے جو ہم سرفراز اول اول

وہ کیفیتِ اضطرابِ حضوری
وہ ذوقِ جبینِ نیاز اول اول

وہی بن گیا دردِ دل آخر آخر
بظاہر جو تھا سوز و ساز اول اول

کلامِ حق آموز بے لفظ و معنیٰ
پیامِ محبت نواز اول اول

جمالِ مجرّد بہ رنگِ تماشا
حقیقت بہ شکلِ مجاز اول اول

حضورِ شہنشاہِ کونین ﷺ ادب سے
وہ عرضِ سلامِ نیاز اول اول

اُدھر التفاتِ کرم کی بشارت
اِدھر گریۂ جاں گداز اول اول

نعت

قدم ارضِ طیبہ پہ ہیں رکھنے والے
سنبھالے کوئی آج ہم کو سنبھالے

یہاں جرأتِ شوق سوئے ادب ہے
نگاہوں کو غافل ادب سے جھکا لے

بن آئی ہے اے طبعِ مشتاق تیری
جہانِ تجلّی کو دل میں بسا لے

اسے کیا ہوس کائناتِ جہاں کی
جو اس زندگی ہی میں جنّت کو پا لے

قدم کیوں نہ اہلِ مدینہ کے چوموں
جوارِ نبی ﷺ کے ہیں یہ رہنے والے

فراوانیٔ جلوۂ حُسن، توبہ!
چُھپے جا رہے ہیں، نظر آنے والے

غلاموں کے آقا ﷺ، غریبوں کے مونس
مجھے بھی گدا اپنے در کا بنا لے

کروں کس زباں سے ادا شکر تیرا
حریمِ رسالت ﷺ میں پہنچانے والے

سیہ کار ہوں، اور یہ آسرا ہے
کہ دامانِ رحمت میں کوئی چُھپا لے

نعت

جو دیکھنا چاہا تھا، وہی دیکھ رہے ہیں
یعنی حرمِ پاکِ نبی ﷺ دیکھ رہے ہیں

یک نغمۂ شنیدہ و یک جلوۂ بے رنگ
سنتے ہیں کبھی، اور کبھی دیکھ رہے ہیں

جنبش حرمِ قدس کے پردے کو ہے پیہم
پھیلی ہوئی اک روشنی سی دیکھ رہے ہیں

ہٹتی نہیں جس چیز پہ پڑتی ہیں نگاہیں
جس روز سے دیکھا ہے، یہی دیکھ رہے ہیں

خود ان کی نظر پڑتی ہے اب دیکھیے کس پر
یوں دیکھنے والے تو سبھی دیکھ رہے ہیں

کیا جانیے، کیا ڈھونڈھتی پھرتی ہیں نگاہیں
ایک ایک مدینے کی گلی دیکھ رہے ہیں

عالم ترا دیکھیں گے ٹھہر اے شبِ مہتاب
ہم گنبدِ خضرا کو ابھی دیکھ رہے ہیں

احساس سا ہوتا ہے پہنچتے ہی حرم میں
جیسے کہ رسولِ عربی ﷺ دیکھ رہے ہیں

بیٹھے ہوئے پردے کے قریب آپ حمیدؔ اب
کیا راہِ نسیمِ سحری دیکھ رہے ہیں

نعت

دیارِ مصطفیٰ ﷺ ہے اور مَیں ہوں
ہوائے جاں فزا ہے اور میں ہوں

مدینہ کی فضا ہے اور میں ہوں
صدائے مرحبا ہے اور میں ہوں

دماغ اپنا نہ کیوں اب عرش پر ہو
نبی ﷺ کی خاکِ پا ہے اور میں ہوں

کبھی ہُوں جالیوں کے پاس گریاں
کبھی بابُ النّسا ہے اور میں ہوں

بحمد اللہ کھُلا ہے بابِ رحمت
مری آہِ رسا ہے اور میں ہوں

غضب کی چاندنی چھٹکی ہوئی ہے
کسی کا سامنا ہے اور میں ہوں

امنڈ آیا ہے دریا چشمِ تر سے
مزارِ فاطمہؓ ہے اور میں ہوں

کھجوروں کے درختوں کا ہے سایہ
اُحُد کا راستہ ہے اور میں ہوں

مزہ دیتا ہے تنہائی میں رونا
شبِ عشرت فزا ہے اور میں ہوں

حمیدؔ اب کچھ نہیں ہے یاد مجھ کو
نبی ﷺ کا تذکرہ ہے اور میں ہوں

نعت

عجب سرور کے دن تھے، عجب زمانہ تھا
لبوں پہ "اَنْتَ حَبِیْبِیْ" کا جب ترانہ تھا

وہیں سے ہو کے فدا سُوئے خلد جانا تھا
حمیدؔ تجھ کو مدینہ سے پھر نہ آنا تھا

رہِ حبیبِ خدا ﷺ اور سر اٹھائے ہوئے
قدم قدم پہ مجھے سجدہ کرتے جانا تھا

وفورِ بے خودیٔ شوق میں رہا نہ خیال
کہ سجدہ گاہِ ادب کس کا آستانہ تھا

یہ اضطرابِ حضوری ارے دلِ بے تاب
بہت ادب سے تجھے حالِ غم سنانا تھا

گناہگاروں پہ بخشش سے کھل گیا یہ راز
گناہ رحمتِ حق کے لیے بہانہ تھا

درِ حضور ﷺ پہ دل تھا کچھ اس طرح سے غنی
کہ جیسے قبضے میں کونین کا خزانہ تھا

یہ کیا رُکیا، جو گزرنا تھی وہ گزر جاتی
سرِ نیاز نہ اس در سے پھر اٹھانا تھا

حمیدؔ پیش نظر تھا مدینۂ محبوب ﷺ
نہ خواب کا تھا وہ عالم، نہ وہ فسانہ تھا

نعت

تصوّر پہ بھی بیخودی سی ہے طاری
کہاں لے کے آئی محبّت ہماری

نگاہوں سے اب دل کو ہے شرمساری
سکوں بخش ہے لذّتِ بے قراری

بیاں کیا ہو جوشِ مسرّت کا عالم
کہ خود سر خوشی پر بھی حیرت ہے طاری

تڑپنا وہ شب بھر اُمیدِ سحر میں
وہ بیتابیٔ دل سے اختر شماری

بصد شوق سر کو جھکائے ادب سے
بڑھے زائرانِ حرم باری باری

حضوری ہوئی جس قدر دل کو حاصل
بڑھی اور بھی شوق کی بے قراری

نگاہیں جو بابِ مجیدی سے اُٹھیں
نظر آ گئی باغِ جنّت کی کیاری

زباں پر درود و سلامِ مسلسل
کبھی سجدہ ریزی، کبھی اشکباری

نعت

یہ شبِ غم اور یہ تنہائیاں
یاد آتی ہیں وہ بزم آرائیاں

وہ بہارِ جلوۂ صبحِ حرم
وہ نسیمِ شوق کی انگڑائیاں

گنبدِ خضرا کا وہ زرّیں کلس
وہ شعاعِ مہر کی رعنائیاں

وہ اذاں کے نغمہ ہائے دل فروز
گونجتی ہوں جس طرح شہنائیاں

وہ سکوتِ خاص، وہ بابُ السّلام
وہ سکونِ قلب، وہ تنہائیاں

وہ قُبا کے جلوہ ہائے رنگ و بُو
وہ رہِ تعمیل کی رعنائیاں

وہ کھجوروں کے درختوں کی قطار
وہ رَوِش باغوں کی اور وہ کھائیاں

اللہ اللہ یہ تصوّر کا فروغ
روبرو ہیں جیسے کچھ پرچھائیاں

کیجئے عزمِ مدینہ پھر حمیدؔ
کب تک آخر یہ خیال آرائیاں

نعت

نہ ذکرِ نبی ﷺ ہے، نہ یادِ مدینہ
یہ جینا بھی ہے کوئی جینے میں جینا

جو ہو نورِ عرفاں سے معمور سینہ
تو بن جائے یہ کعبۂ دل مدینہ

وہ کیا خوب ہو گا مبارک مہینہ
کہ جب میرا رُخ ہو گا سُوئے مدینہ

مرے واسطے عرشِ اعظم وہی ہے
عطا ہو مجھے "بابِ رحمت" کا زینہ

کہاں ان کا جلوہ، کہاں اپنی آنکھیں
نظارے کو درکار ہے چشمِ بینا

بچانا مجھے ناخدائے دو عالم
تلاطم میں اب آ پڑا ہے سفینہ

خدا کی قسم شرم آتی ہے مجھ کو
مدینہ کہاں، اور کہاں یہ کمینہ

نہ چھوڑو مجھے حاجیو! ساتھ لے لو
میں مَر جاؤں گا راستے میں، یہی نا؟

حمیدؔ اڑ کے پہنچے دیارِ نبی ﷺ میں
بحقِ درِ حضرتِ شاہِ مینا"

نعت

غریبوں کو بادِ صبا یاد رکھنا
یہی ہے مری التجا، یاد رکھنا

حضورِ شہِ دوسرا ﷺ یاد رکھنا
بوقتِ سلام و دعا یاد رکھنا

یہی ایک صورت ہے تسکینِ دل کی
غمِ ہجر کا واسطہ یاد رکھنا

دیارِ حبیبِ خدا ﷺ میں پہنچ کر
بیادِ حبیبِ خدا ﷺ یاد رکھنا

جلو میں رہے گی نظر یہ سمجھ کر
بہ ہنگامِ سیرِ قُبا یاد رکھنا

جہاں خود کو بھی بھول جاتا ہے انساں
وہاں، اے مرے رہنما یاد رکھنا

حریمِ رسالت ﷺ میں وقتِ زیارت
مرے دل کا شوقِ لقا یاد رکھنا

اگر دل کی رودادِ غم کا بیاں ہو
مجھے میرے درد آشنا یاد رکھنا

دعا کے لیے ہاتھ جس وقت اُٹھیں
کبھی میں بھی تھا ہم نوا، یاد رکھنا!

نعت

کوچۂ طیبہ میں مر جائیں گے ان شاء اللہ
ہم حیاتِ ابدی پائیں گے ان شاء اللہ

روضۂ خلد مبارک ہو تجھے اے رضواں
ہم مدینے کی ہوا کھائیں گے ان شاء اللہ

مضطرب جن کے کرم سے دلِ پُرشوق ہے آج
وہی تسکین بھی فرمائیں گے ان شاء اللہ

کوئی ساماں نہیں ظاہر میں یقیں ہے لیکن
کوچۂ طیبہ میں پھر جائیں گے ان شاء اللہ

رہروِ راہِ طلب منزلِ مقصود پہ بھی
اک نہ اک روز پہنچ جائیں گے ان شاء اللہ

ایک دن مشقِ تصوّر کا یہ عالم ہو گا
وہی ہر سمت نظر آئیں گے ان شاء اللہ

اُن کے الطاف کے قربان، نوازش کے نثار
نعت ہی نعت کہے جائیں گے ان شاء اللہ

دل تو کہتا ہے غلامانِ حرم کی صف میں
ان کی رحمت سے جگہ پائیں گے ان شاء اللہ

غمِ دنیا کی کشاکش سے نہ گھبراؤ حمیدؔ
جلد یہ دن بھی گزر جائیں گے ان شاء اللہ

نعت

جہاں ڈھونڈھتی ہے، جدھر ڈھونڈھتی ہے
خدا جانے کس کو نظر ڈھونڈھتی ہے

نظر پڑتی ہے اب جس اخبار پر بھی
مدینے کی پہلے خبر ڈھونڈھتی ہے

غمِ جستجو میں یہاں تک ہوئی گم
خود اپنی نظر کو نظر ڈھونڈھتی ہے

وہ جس در پہ سجدے کیے تھے نظر نے
وہی، ہاں وہی سنگِ در ڈھونڈھتی ہے

نظر کو نہیں راہِ جنت کی حاجت
کہ یہ تو، تری رہ گزر ڈھونڈھتی ہے

جو پہلے پہل جالیوں پر پڑی تھی
اسی چشمِ نم کو نظر ڈھونڈھتی ہے

حضوری میں ٹپکے تھے جو فرطِ غم سے
وہی اشک یہ چشمِ تر ڈھونڈھتی ہے

مری چشمِ پُرشوق کو کیا ہُوا ہے
مدینے کی شام و سحر ڈھونڈھتی ہے

حمیدؔ آج تک خود نہ آیا سمجھ میں
کہ کیا چیز میری نظر ڈھونڈھتی ہے

نعت

حضورِ شہِ بحر و بر ﷺ جانے والے
لیے جا ہماری نظر، جانے والے

قدم کو ترے آ نگاہوں میں رکھ لوں
ارے اُس درِ پاک پر جانے والے!

ذرا غم نصیبوں کو بھی یاد رکھنا
حبیبِ دو عالم ﷺ کے گھر جانے والے

تڑپتے ہیں کس طرح فرقت کے مارے
ارے دیکھ لے اک نظر، جانے والے

نہ کر خوفِ منزل، نہ کر فکرِ جادہ
وہ خود ہیں ترے راہبر، جانے والے!

انھی کے تصوّر کو، ان کی طلب کو
بنا لے رفیقِ سفر، جانے والے

قدم خاکِ طیبہ پہ رکھنا ادب سے
ذرا ہاں سمجھ سوچ کر، جانے والے!

ہماری تو دل سے یہی بس دعا ہے
اِدھر اب نہ آئیں اُدھر جانے والے

حمیدؔ حزیں کی بھی اک بار سن لے
ٹھہر، جانے والے! ٹھہر، جانے والے!

نعت

کوئی دیارِ حبیبِ خدا ﷺ میں پہنچا دے
حضوریٔ شہِ ہر دو سرا ﷺ میں پہنچا دے

سکونِ دل ہو میسر تری عنایت سے
الٰہی! دامنِ کوہِ صفا میں پہنچا دے

نظر میں وسعتِ کونین ہیچ ہے یا رب
مجھے تو گوشۂ غارِ حرا میں پہنچا دے

قدم قدم پہ جہاں میری روح وجد کرے
سُرور بخش فضائے قُبا میں پہنچا دے

نہیں پسند یہ دنیائے رنگ و بو مجھ کو
کوئی مدینہ کی دلکش فضا میں پہنچا دے

جہاں مہکتی ہے شام و سحر نسیمِ کرم
کوئی اسی چمنِ دلکشا میں پہنچا دے

وہ ظِلِّ دامنِ رحمت میں عافیت پائے
جو مجھ کو سایۂ بابُ النسا میں پہنچا دے

مری دعا پہ جو آمین دردِ دل سے کہے
خدا اسے حرمِ مصطفیٰ ﷺ میں پہنچا دے!

تڑپ رہا ہے غم و درد سے غریب حمیدؔ
کوئی مدینہ کے دارُ الشفا میں پہنچا دے

نعت

جانِ بیتاب پر بن آئی ہے
خاکِ طیبہ تری دُہائی ہے

حاصلِ زیست زندگی ہے وہی
جو مدینے میں جا کے پائی ہے

خاکِ طیبہ کے ذرّے ذرّے میں
ہائے کیا شانِ دلربائی ہے

عالمِ نور ہی نظر آیا
جس طرف بھی نظر اٹھائی ہے

اللہ اللہ وہ نظر، جس کی
جلوۂ ذات تک رسائی ہے

قُبّۂ نُور ہی کا صدقہ ہے
دل نے یہ روشنی جو پائی ہے

کیوں نہ پُرسوز ہوں مرے نغمے
سازِ طیبہ سے لَے مِلائی ہے

سایۂ رحمتِ دو عالم ﷺ میں
کیا ہی پُرکیف نیند آئی ہے

پھر مدینے بلائیں گے وہ حمیدؔ
اِس قدر کیوں غمِ جُدائی ہے

نعت

لِ طیبہ جو کبھی خواب میں آ جاتے ہیں
نقش حسرتِ دیدار بڑھا جاتے ہیں

ڈال کے بے خودیٔ شوق کے پردے دل پر
خود مجھے میری نگاہوں سے چُھپا جاتے ہیں

جلوہ ہائے حرمِ پاک کا اللہ رے کرم
ب اٹھاتا ہوں نظر، سامنے آ جاتے ہیں

آخرِ شب نگہِ شوق کو ماہ و انجُم
سبز گنبد کی فضا یاد دِلا جاتے ہیں

کے طیبہ سے نسیمِ سحری کے جھونکے
ل کے مُرجھائے ہوئے پھول کِھلا جاتے ہیں

شبِ غم پچھلے پہر ڈوبتے تارے دل کو
مژدۂ جلوۂ دیدار سنا جاتے ہیں

ر میں برق کی چشمک کے نظارے اکثر
عالمِ جلوہ گہِ ناز دکھا جاتے ہیں

جالیاں روضۂ اقدس کی جو یاد آتی ہیں
دیدہ و دل پہ کچھ انوار سے چھا جاتے ہیں

یاد آتے ہیں حضوری کے وہ لمحے جو حمیدؔ
سچ تو یہ ہے، غمِ کونین بُھلا جاتے ہیں

نعت

جب میری چشمِ تصوّر میں طیبہ کی فضائیں ہوتی ہیں
پُر شوق نگاہیں اٹھتی ہیں، بے تاب دعائیں ہوتی ہیں

دربارِ نبی ﷺ میں چھائی ہوئی رحمت کی گھٹائیں ہوتی ہیں
بخشش کے خزانے لٹتے ہیں، مقبول دعائیں ہوتی ہیں

وہ چاندنی راتوں کا منظر، وہ صحنِ حرم، وہ گنبد و در
جب نورِ قدم کے جلووں سے معمور فضائیں ہوتی ہیں

دنیا کی بہاریں صدقے ہیں، جنت کی شگفتہ کیاری پر
کیا عطر میں ڈوبی، روح فضا، پُر کیف ہوائیں ہوتی ہیں

گلزارِ قُبا کے دامن میں کچھ سرو خراماں دیکھے تھے
کیا ہوش رُبا معصوموں کی معصوم ادائیں ہوتی ہیں

اصلاح جو باطن کی چاہو، طیبہ کو چلو طیبہ کو چلو
کام آئیں جو دردِ دل میں، وہاں، ایسی بھی دوائیں ہوتی ہیں

تاثیرِ محبت کیا کہیے واللہ مدینہ والوں کی
تا عمر جو دل پر نقش رہیں، وہ ان کی وفائیں ہوتی ہیں

جس وقت حمیدِ خستہ جگر، ہوتے ہیں وہ جلوے پیشِ نظر
ہر نغمۂ دل کے پردے میں دلدوز نوائیں ہوتی ہیں

نعت

خدا کا حریمِ جلال آ رہا ہے
نگاہوں میں نورِ جمال آ رہا ہے

تصدّق ہیں جس پر دو عالم کے جلوے
وہی عالمِ بے مثال آ رہا ہے

عجب مستیاں ہیں، عجب لغزشیں ہیں
مجھے حال کے بعد حال آ رہا ہے

بہت یاد آتی ہیں اپنی خطائیں
بہت گریۂ انفعال آ رہا ہے

زباں پر ہے لبّیک کا نغمہ جاری
نہ وجد آ رہا ہے، نہ حال آ رہا ہے

خدا جانے کیا حال ہو آج اپنا
یہی بار بار اک خیال آ رہا ہے

جواب اس کا کیا اے دلِ زار ہو گا
جو لب پر مرے اک سوال آ رہا ہے

حمیدِ حزیں پر بھی چشمِ کرم ہو
وہ آوارہ و خستہ حال آ رہا ہے

نعت

دیکھا ہے جب سے جدّہ کا ساحل، نہ پوچھیے
کیفِ نگاہ و شیفتگیٔ دل نہ پوچھیے

پیشِ نظر ہے کون سی محفل، نہ پوچھیے
اظہارِ لطفِ دید ہے مشکل، نہ پوچھیے

دل جانبِ مدینہ ہے، رُخ جانبِ حرم
اب انتہائے کشمکشِ دل نہ پوچھیے

دل میں طرح طرح کی خلش پا رہا ہوں میں
کس کی نگاہِ لطف ہے مائل نہ پوچھیے

اک جذب و محویت میں چلا جا رہا ہوں میں
مجھ سے نشانِ جادہ و منزل نہ پوچھیے

کیوں اپنے جذبِ شوق کے قرباں نہ جاؤں میں
کیا چیز دردِ دل میں ہے شامل نہ پوچھیے

اٹھنے کو جب بہت سے حجابات اٹھ گئے
پھر کیوں حجابِ زیست ہے حائل نہ پوچھیے

کس کی تجلیاں ہیں تصوّر میں جلوہ گر
کیا آج بن گیا ہے حِرا دل نہ پوچھیے

معراجِ شوق ہو گئی حاصل مجھے حمیدؔ
اب مجھ سے میری زیست کا حاصل نہ پوچھیے

نعت

مرحبا، مرحبا نظر آیا
حرمِ مُصطفیٰ ﷺ نظر آیا

کیا بتاؤں کہ کیا نظر آیا
جلوۂ کبریا نظر آیا

جان میں جان آ گئی واللہ
جب درِ مصطفیٰ ﷺ نظر آیا

محوِ حیرت ہے اس قدر تُو کیوں
چشمِ پُرشوق کیا نظر آیا

سر جھکا جا رہا ہے سجدے میں
کس کا یہ نقشِ پا نظر آیا

سبز گنبد کے سبز پردے میں
کچھ عجب ماجرا نظر آیا

جالیوں کے ہر ایک روزن سے
نورِ ربُّ العُلا نظر آیا

سبز پردے کا کیا کہوں عالم
مجھ کو نُورِ خدا نظر آیا

آج مجھ کو حمیدؔ طیبہ میں
نعت پڑھتا ہُوا نظر آیا

نعت

صبا نے نویدِ مسرّت سنا دی
تصوّر نے طیبہ کی صورت دکھا دی

دکھائی دیا قبۂ نور مجھ کو
نظر میں نے جب بے خودی میں اٹھا دی

نظر آتے ہی آستانِ رسالت
ادب سے جبینِ عقیدت جھکا دی

اٹھو جلد وقت آ گیا حاضری کا
ندا دیر سے کر رہا ہے منادی

مزہ ہے یہیں کچھ نمازوں کا اے دل
کبھی اجتماعی، کبھی انفرادی

نگاہوں میں ہے وہ حدیثِ مبارک
شفاعت کی جس نے بشارت سنا دی

ہوئی پردۂ در کو جنبش جو پیہم
حضوریٔ دل کی نزاکت بڑھا دی

نچھاور ہوئے جاتے ہیں ماہ و انجم
نظر قبۂ نور پر یوں جما دی

خدا نے شرف یہ مدینہ کو بخشا
کہ اک اک گلی رشکِ جنت بنا دی

نعت

اک ذرّۂ حقیر سے ہرگز سوا نہیں
جس دل میں آرزوئے حبیبِ خدا نہیں

ذوقِ نیاز عشق سے محروم ہی رہا
جو سر کہ آستانِ نبی ﷺ پر جھکا نہیں

واعظ بیانِ روضۂ رضواں بجا، مگر
کیا روضۂ النبی ﷺ کا نظارہ کیا نہیں

جب سے درِ حبیب ﷺ کا سجدہ ہوا نصیب
میری نظر میں اور کوئی اب فضا نہیں

ان پر درود، ان پہ سلام، ان پہ رحمتیں
لطف و کرم کی جن کے کوئی انتہا نہیں

میری نظر تو آیۂ لَا تَقْنَطُوْا پہ ہے
محرومیوں کا مجھ کو کسی سے گلہ نہیں

نظّارۂ جمالِ مدینہ، زہے نصیب
دامانِ چشمِ شوق میں اب میری کیا نہیں

اے آفتابِ حسن، خدارا نگاہِ مہر
مدّت سے میرے دل میں اجالا ہوا نہیں

پیشِ نظر حریمِ رسالت رہے حمیدؔ
کچھ اور حسرتِ دلِ درد آشنا نہیں

نعت

کچھ اس ادا سے وہ جلوے دکھائے جاتے ہیں
کہ میرے دیدہ و دل میں سمائے جاتے ہیں

چمک رہی ہیں مزارِ نبی ﷺ پہ قندیلیں
ستارہ ہائے فلک جھلملائے جاتے ہیں

کہیں تو کیا کہیں ناز و نیاز کے اَسرار
کہیں یہ راز کسی کو بتائے جاتے ہیں

امینِ دردِ محبّت ہیں عاشقانِ رسول ﷺ
تڑپ رہے ہیں، مگر مسکرائے جاتے ہیں

بجا ہے ناز کریں جتنا اپنی قسمت پر
جو خوش نصیب مدینے بُلائے جاتے ہیں

ہر اک کو دردِ محبّت، مگر نصیب کہاں
جو اہلِ دل ہیں وہی آزمائے جاتے ہیں

کچھ اور رازِ محبت ابھی چھپانا تھا
یہ اشک آنکھوں سے کیوں باہر آئے جاتے ہیں

حریمِ حسن کے انوار لُوٹتے ہیں وہی
جو شب کو پچھلے پہر سے جگائے جاتے ہیں

حمیدؔ اس کو محبّت کا معجزہ کہیئے
مٹائے جاتے ہیں جتنا بنائے جاتے ہیں

نعت

وہی اصل میں تھیں مسرّت کی راتیں
ملیں جو مدینے میں رحمت کی راتیں

نگاہوں میں اب تک لیئے پھر رہا ہوں
وہ راتوں کی خلوت، وہ خلوت کی راتیں

تصوّر کی رعنائیاں اللہ اللہ
نگاہوں میں ہیں بزمِ جنت کی راتیں

شب و روز اب یاد آتے ہیں مجھ کو
وہ راحت کے دن، وہ مسرت کی راتیں

بتا اے شبِ غم! کہاں سے میں لاؤں
وہ تنہائیاں، وہ فراغت کی راتیں

کسی کی نمازِ تہجّد کا صدقہ
میسّر ہوں پھر وہ عبادت کی راتیں

حقیقت میں تھیں حاصلِ زندگانی
وہ ناز و نیازِ محبت کی راتیں

مری عمر کے دن کوئی کاش لے لے
دکھا دے حریمِ رسالت ﷺ کی راتیں

حمیدؔ سیہ کار کو پھر دکھا دے
وہی نور افشاں محبّت کی راتیں

نعت

نصیب آزمانے کو جی چاہتا ہے
مدینے میں جانے کو جی چاہتا ہے

بہت دور اب تک رہا ہوں میں تم سے
بہت پاس آنے کو جی چاہتا ہے

جہاں کے لیے وقف ہیں میرے سجدے
اسی در پہ جانے کو جی چاہتا ہے

نمایاں نمایاں ہیں کچھ ایسے جلوے
نظر میں چھپانے کو جی چاہتا ہے

جہاں آ گیا یاد وہ آستانہ
وہیں سر جھکانے کو جی چاہتا ہے

مقامِ ادب ہے درِ پاک، لیکن
یہاں لڑکھڑانے کو جی چاہتا ہے

مدینے کی گلیوں میں اک اک قدم پر
خزانے لٹانے کو جی چاہتا ہے

ترے سائے میں اے بقیعِ مبارک
ہمارا بھی آنے کو جی چاہتا ہے

حمیدؔ اب یہ ہے شاد کامی کا عالم
کہ آنسو بہانے کو جی چاہتا ہے

نعت

حمیدؔ اللہ اللہ وہ کیا تھا زمانہ
مدینے کو جب ہو رہے تھے روانہ

طبیعت میں اک جوش تھا بے نہایت
نظر کھوئی کھوئی، قدم والہانہ

کبھی روح پرور ہواؤں کے جھونکے
کبھی ابرِ رحمت کا تھا شامیانہ

نہ بجلی کی وحشت، نہ صیّاد کا ڈر
کھجوروں کے جھرمٹ میں تھا آشیانہ

بڑے لطف سے منزلوں کا گزرنا
کسی کا وہ لطف و کرم غائبانہ

دکھا دے الٰہی مجھے پھر دکھا دے
زمانہ وہی رحمتوں کا زمانہ

دلوں کی تمنا، امیدوں کا مرکز
شہنشاہِ کونین ﷺ کا آستانہ

حضورِ دلی سے کروں التجائیں
نظر کو جھکائے ہوئے عاجزانہ

کہوں پردۂ شعر میں حال دل کا
زباں پر رہے نغمۂ عاشقانہ

نعت

مدینے کی اک رات یاد آ رہی ہے
وہ ہر شے، وہ ہر بات یاد آ رہی ہے

یہ کس بزم کا ذکر چھیڑا ہے دل نے
کہ اب بات پر بات یاد آ رہی ہے

بہلتا نہیں دل کسی انجمن میں
وہ بزمِ مناجات یاد آ رہی ہے

عبادت کا اب لطف پھر مل رہا ہے
کہ وہ **التحیات** یاد آ رہی ہے

نظر سوئے گنبد، وہ حیرت کا عالم
وہ تصویرِ جذبات یاد آ رہی ہے

وہ پیشِ نظر حسنِ **یٰسٓ** و **طٰہٰ**
وہ تفسیرِ آیات یاد آ رہی ہے

سبب میرے رونے کا کیا پوچھتے ہو
مدینے کی برسات یاد آ رہی ہے

وہ اہلِ مدینہ کی مہماں نوازی
وہ خاطر مدارات یاد آ رہی ہے

خود اپنے کو بھی بھولتا جا رہا ہوں
خدا جانے کیا بات یاد آ رہی ہے

نعت

تڑپتا پھرتا ہے کیسا حمیدؔ بے چارہ
ہوا نہ گنبدِ خضرا کا آہ نظارہ

یہ سوزِ غم سے ہے اب حال قلبِ مضطر کا
کہ جس طرح سے تڑپتا ہے آگ پر پارہ

خبر لے میرے سفینے کی ناخدائے جہاں
کہ قطرہ قطرہ نظر آ رہا ہے اک دھارا

ترے کرم کے تصدق، مگر مرے مولا
نگاہِ شوق کو درکار ہے وہ نظارہ

وہ چاندنی، وہ ستارے، وہ نور کا عالم
وہ بھینی بھینی ہوا جیسے عنبرِ سارا

وہ جگمگاتا ہوا سبز گنبد اور کلس
وہ میرے دل کا سرور اور آنکھ کا تارا

درِ حبیب ﷺ پہ ہوتے، حجاب اٹھ جاتے
نظر کے سامنے ہوتی وہ صبح دل آرا

کشش نگاہِ کرم کی دکھائے لطفِ وصال
کشاکشِ غمِ فرقت نے اب مجھے مارا

قصور اپنے ہی جذباتِ دل کا ہے آقا ﷺ
خود اپنے واسطے ثابت ہوا میں ناکارہ

نعت

تڑپ رہا ہے یہ مشتاقِ دید، کہہ دینا
درِ نبی ﷺ پہ سلامِ حمیدؔ کہہ دینا

جو حال ہے وہ ان پر ہے بے کہے روشن
زبانِ حال سے بھی کچھ مزید کہہ دینا

بھلا نہ دینا کہیں اس پیام کو میرے
بحقِ بوالحسنؒ و بایزیدؒ کہہ دینا

طفیلِ خواجۂ اجمیرؒ و بہرِ قطبِ جہاںؒ
بحقِ حضرتِ بابا فریدؒ کہہ دینا

اگرچہ تابِ نظّارہ نہیں ہے آنکھوں کو
مگر ہے پھر بھی تمنّائے دید، کہہ دینا

حضور ﷺ آپ کے الطافِ بے نہایت سے
ہے میرے دل کو بہت کچھ امید، کہہ دینا

نگاہِ مہر و کرم سے جو دل میں روشن ہے
نہ بجھنے پائے وہ شمعِ امید کہہ دینا

بلائیے مرے آقا ﷺ، بلائیے مولا
ہے انتظار کی کلفت شدید کہہ دینا

بعید رہ کے رہوں میں قریب یا حضرت ﷺ
قریب ہو کے نہ ہوں میں بعید، کہہ دینا

نعت

یہ کیا آرزو ہے، یہ کیا چاہتا ہوں
دیارِ حبیبِ خدا ﷺ چاہتا ہوں

الٰہی نظر میرے ذوقِ طلب پر
مدینے کو پھر دیکھنا چاہتا ہوں

یقیں کیا کہ ایمان ہے اس پہ میرا
وہ خود جانتے ہیں، میں کیا چاہتا ہوں

تو ہی ہے پیامی مرے درد دل کی
تجھے دل سے بادِ صبا چاہتا ہوں

کہاں تک سنوں ہم صفیروں کے طعنے
کرم اے شہِ دوسرا ﷺ چاہتا ہوں

نظر جس کی مجھ پر پڑے، جھوم جائے
وہ اک نغمۂ بے صدا چاہتا ہوں

مجھے زائرانِ حرم یاد رکھنا
دعا کر رہا ہوں، دعا چاہتا ہوں

تسلسل رہے نغمۂ دل کا جاری
میں ایسا کوئی ہمنوا چاہتا ہوں

حمیدؔ اور کوئی تمنّا نہیں ہے
دیارِ حبیبِ خدا ﷺ چاہتا ہوں

نعت

مدینے کو پھر قافلے جا رہے ہیں
مگر ہم یہ سُن سُن کے گھبرا رہے ہیں

نسیمِ سحر تیرے دل سوز جھونکے
یہ اور آتشِ غم کو بھڑکا رہے ہیں

بہارِ مدینہ صبا لے کے آئی
نشیمن کے تنکے اڑے جا رہے ہیں

مری وسعتِ شوق کا پوچھنا کیا
مقامات سب سامنے آ رہے ہیں

وہ آئینہ ساماں مدینہ کی گلیاں
جدھر دیکھیے، ہم نظر آ رہے ہیں

تصوّر بھی کیا چیز ہے اللہ اللہ
کبھی آ رہے ہیں، کبھی جا رہے ہیں

چمکتے ہوئے کہکشاں کے ستارے
مجھے آج آئینہ دکھلا رہے ہیں

حریمِ حبیبِ خدا ﷺ اور ہم ہوں؟
تصوّر سے بھی اس کے تھرّا رہے ہیں

حمیدؔ اب تو یادِ مدینہ میں پیہم
کشاکش سی اک دل میں ہم پا رہے ہیں

نعت

مرا مدعا ہیں مدینہ کی گلیاں
مری رہنما ہیں مدینہ کی گلیاں

وہ عالم کہ بس چلتے پھرتے ہی رہیے
عجب دلربا ہیں مدینہ کی گلیاں

بہارِ گلستانِ جنّت یہیں ہے
بڑی پُرفضا ہیں مدینہ کی گلیاں

ہدایت کے چشمے جہاں سے ہیں جاری
وہ بحرِ عطا ہیں مدینہ کی گلیاں

نظر آتی ہے شکلِ اعمال سب کو
مگر آئنہ ہیں مدینہ کی گلیاں

یہاں جو ہیں ساکن وہ بیمار کیوں ہوں
کہ دارُ الشّفا ہیں مدینہ کی گلیاں

خدا اور خدا کا نبی ﷺ جانتا ہے
کہ دراصل کیا ہیں مدینہ کی گلیاں

کرو دیدہ و دل کو روشن حمیدؔ اب
اگر دیکھنا ہیں مدینہ کی گلیاں

نعت

کچھ دیارِ نبی ﷺ کی بات کرو　　دوستو، زندگی کی بات کرو
یہ وہ ہے وقت اور کچھ نہ کہو　　اس درِ پاک ہی کی بات کرو
غم ہے روحِ نشاط و جانِ حیات　　حاصلِ ہر خوشی کی بات کرو
راگ چھیڑو نہ اور کوئی مگر　　نغمۂ شوق ہی کی بات کرو
ہو کے غرقِ تصوّرِ طیبہ　　شوق و وارفتگی کی بات کرو
جو کھلی تھی قبا کے گلشن میں　　اُس شگفتہ کلی کی بات کرو
ساقیانِ حرم کی یاد کے ساتھ　　لذتِ تشنگی کی بات کرو
چھیڑ کر ذکرِ شام و صبحِ حرم　　زلف و رُوئے نبیؐ کی بات کرو
شجرِ طور کے تصوّر میں　　قبۂ نور ہی کی بات کرو
ماہ و انجم ہیں جس کے ذرے بھی　　اس منور گلی کی بات کرو
جو چھلکتی ہے زیرِ قبۂ نور　　ہائے اس چاندنی کی بات کرو
جس کے درباں ہیں جبرئیلِ امیںؑ　　اس حریمِ نبی ﷺ کی بات کرو
جالیوں سے جو چھن کے آتی ہے　　بس اسی روشنی کی بات کرو
ذکر جس کا ہے زندگی دل کی　　ہمدمو، صرف اسی کی بات کرو

چھوڑ کر سارے تذکروں کو حمیدؔ
بس دیارِ نبی ﷺ کی بات کرو

نعت

صبحِ حرم، یا جلوۂ طور　　اللہ اللہ، نور ہی نور
ہر جلوہ فردوسِ نظر　　ہے شے نور سے ہے معمور
چپہ چپہ رشکِ ارم　　ذرہ ذرہ بقعۂ نور
گوشہ گوشہ طیبہ کا　　جانِ تجلّی، نازشِ طور
حجرۂ انور، صلِّ علیٰ　　شرحِ جمالِ سورۂ نور
رحمت رحمت ارضِ بقیع　　جنت جنت، اہلِ قبور
کیوں نہ رہیں حیرانِ رسولؐ　　قرب کی دولت سے مسرور
جن کی اک اک موج نظر　　ساغرِ کوثر، جامِ طہور
دیدۂ باطن جلوہ نگر　　دیدۂ ظاہر رہیں مخمور
سب ہیں انھی زلفوں کے اسیر　　کوئی قریب، اور کوئی دور
دل بھر آتا ہے جس دم　　آنکھیں رونے پر مجبور

قطعہ

بادِ صبا، ہاں بادِ صبا　　عرض یہ کرنا ان کے حضور
دردِ محبت سے بے تاب　　سوزِ جدائی سے رنجور
حیرت و حسرت کا مارا　　ایک شکستہ دل مجبور
رو رو کر یہ کہتا ہے　　خُذْ بِیَدِیْ یَا نُوْرَ النُّوْر
تا کے آخر دورِ فراق　　کب ہو گی یہ دوری دور
ایک نظر کا مارا ہوں　　ایک نظر پھر میرے حضور ﷺ

ان کے در پر مجھ کو حمیدؔ
مرنا جینا سب منظور

اخبارِ نعت

ناموسِ مصطفیٰ ﷺ ایکشن کمیٹی

☆ کمیٹی کی مجلسِ شوریٰ کا اجلاس ۲۵۔ اپریل کو نمازِ فجر کے بعد پنڈی بھٹیاں میں ہوا۔ طے پایا کہ ملک بھر میں تنظیمی اجلاس منعقد کیے جائیں، ارکان کے ساتھ رابطوں کو مزید مؤثر بنایا جائے اور ۳۰ مئی ۱۹۹۸ کے یادگار کامیاب جلوس کے حوالے سے "یومِ تجدیدِ وفا" منایا جائے جس میں کمیٹی کے بنیادی ارکان ملک بھر سے شامل ہوں۔

☆ ۱۴ مئی کو کمیٹی کے کنوینر نذیر احمد غازی ایڈووکیٹ کے ہاں بعد نمازِ مغرب اجلاس ہوا، جس میں "یومِ تجدیدِ وفا" کے پروگرام کو حتمی شکل دی گئی۔ یہ اجتماع ہمدرد ہال (غازی علم الدین شہیدؒ روڈ) میں ۵ جون / ۲۰ صفر المظفر (ہفتہ) کو ہو گا جس میں کمیٹی کی گزشتہ کارکردگی کا جائزہ لیا جائے گا اور آیندہ کے لیے لائحۂ عمل متعیّن ہو گا۔

☆ یکم مئی کو جامعہ رسولیہ شیرازیہ، بلال گنج، لاہور میں ہونے والی "سانحۂ ابوا کانفرنس" میں کمیٹی کے ارکان نے شرکت کی۔ مولانا عبدالشکور رضوی کی گم شدگی اور بازیابی کے معاملے میں پولیس اور انتظامیہ کے اعلیٰ افسران کے ساتھ رات گئے تک ہونے والے مذاکرات میں ناموسِ مصطفیٰ ﷺ ایکشن کمیٹی کے کنوینر کے ساتھ پیر محمد افضل قادری، قاری زوّار بہادر، سردار محمد خاں لغاری، صاحبزادہ رضائے مصطفیٰ، قاری عبدالحمید قادری، سید محمد شفیق شاہ اور مدیرِ نعت شامل رہے۔

☆ ۸ مئی کو بعد نمازِ عشا جامعہ رسولیہ شیرازیہ میں مختلف تنظیموں کے اجلاس میں "تحریکِ تحفظِ آثارِ رسول ﷺ" قائم کی گئی۔ صاحبزادہ رضائے مصطفیٰ کنوینر منتخب ہوئے۔ بعد میں جامعہ نعیمیہ میں اس تنظیم کے جو اجلاس ہوئے، ان میں بھی ناموسِ مصطفیٰ ﷺ ایکشن کمیٹی کے ارکان نے شرکت کی۔ طے پایا کہ ۲۰ مئی کو جامعہ نعیمیہ میں علماء کنونشن ہو گا۔ ۲۱ مئی کو خطباتِ جمعہ میں سانحۂ ابوا شریف کے موضوع پر

تقریریں ہوں گی۔ لاہور کے مختلف علاقوں میں یکم جون تک چار بڑے جلسے ہوں گے اور عرس داتا گنج بخش علی ہجویریؒ کے موقع پر علما اور اربابِ دانش کا اجتماع ہو گا۔

☆ توہینِ رسالت کے مجرموں کو بَری کرنے والے، عارف اقبال بھٹی کو قتل کرنے والے غازی احمد شیر کے کیس کی وکالت کمیٹی کے کنوینر نذیر احمد غازی کر رہے ہیں۔ ان کے ساتھ بیرسٹر خواجہ ابرار مجال ہیں۔ ۱۵ مئی کو اللہ بخش رانجھا، ایڈیشنل سیشن جج کی عدالت میں کیس کی سماعت ہوئی۔ آیندہ پیشی ۲۹ مئی کو ہو گی۔

متفرقات

☆ پنڈی بھٹیاں میں ۲۴۔ اپریل کو بعدِ نمازِ عشا سہ روزہ "شہادتِ امام حسینؓ" کانفرنس" کے افتتاحی اجلاس کی صدارت نذیر احمد غازی نے کی۔ کانفرنس میں مولانا عطاء المصطفیٰ جمیل اور مولانا ظہور اللہ چشتی نے خطاب کیا۔ مدیرِ نعت نے پنجابی نعت اور اردو منقبت پڑھی۔

☆ ۲۹۔ اپریل کو حسبِ معمول ایوانِ درود و سلام کے زیرِ اہتمام بارھویں کا ماہانہ "حلقۂ درود پاک" جامع مسجد عکسِ گنبدِ خضرا، اپر مال، پُل نہر، لاہور میں قائم ہوا۔ جس میں حسبِ روایت حُضّارِ حلقہ نے خاموشی سے بیٹھ کر درود پاک پڑھا۔ مدیرِ نعت نے گفتگو کی۔ تسنیم الدین احمد نے نظامت کے فرائض انجام دیئے۔ محمد ثناء اللہ بٹ، محمد اقبال باہو، سجاد حسن، محمد اشرف اور دوسرے حضرات نے نعتیں پڑھیں۔

۱۲ ربیع الاول ۱۴۱۱ھ (۳۔ اکتوبر ۱۹۹۰) کو مدیرِ نعت کے ہاں ہونے والی سالانہ محفلِ درود و نعت میں یہ فیصلہ ہوا تھا کہ آیندہ چاند کی ہر بارھویں کو "حلقۂ درود پاک" قائم ہو گا۔ ۱۲ ربیع الثانی کو مدیرِ نعت کے گھر، ۱۲۔ جمادی الاول کو پروفیسر خلیل احمد نوری کے ہاں وارث کالونی میں، ۱۲ جمادی الثانی ۱۴۱۱ھ کو فیاض حسین چشتی کے گھر واقع مسلم ٹاؤن میں، ۱۲ رجب کو مدیرِ نعت کے ہاں، ۱۲ شعبان کو شاہ اُستخان کی قیام گاہ واقع شاہراہِ

قائدِ اعظمؒ پر اور ۱۲ رمضان المبارک ۱۴۱۱ھ کو تسنیم الدین احمد کے زیرِ اہتمام جامع مسجد عکسِ گنبدِ خضرا میں یہ حلقہ قائم ہوا تھا۔

اس طرح یہ سلسلہ کبھی کسی دوست کے ہاں، کبھی کسی مسجد میں، کبھی کسی مزار پر، کبھی کسی پارک میں جاری رہا۔ اب قریباً ایک سال سے بالالتزام یہ حلقہ جامع مسجد عکسِ گنبدِ خضرا میں ہو رہا ہے۔

اس طرح ۲۹۔ اپریل ۱۹۹۹ (۱۲ محرم الحرام ۱۴۲۰ھ) کو حلقۂ درود پاک کا ۱۰۷واں اجلاس ہوا۔

☆ یکم مئی کو جامعہ رسولیہ شیرازیہ کے باہر سڑک پر بعدِ نمازِ عشا "سانحۂ ابوا کانفرنس" ہوئی جس میں پیر محمد افضل قادری، مفتی محمد خاں قادری، مفتی محمد اشرف آصف جلالی اور بہت سے دوسرے حضرات نے تقریریں کیں۔ مدیرِ نعت نے نظم پڑھی۔

☆ ۲ مئی کو مرزا محمد یوسف کے ہاں مصطفیٰ آباد (دھرمپورہ) میں حجاجِ کرام کے اعزاز میں ایک تقریب ہوئی جس میں مدیرِ نعت نے گفتگو کی اور مہمانِ خصوصی کی حیثیت سے حجاجِ کرام کی دستار بندی کی۔

☆ عبدالمجید خاں مدنی (المدینہ المنورہ) کی والدہ کے ایصالِ ثواب کے لیے ۹ مئی کو جامع مسجد عکسِ گنبدِ خضرا میں بعدِ نمازِ عصر محفلِ درود و نعت منعقد ہوئی جس کے آخر میں مدیرِ نعت نے والدین کے حقوق اور ان کے لیے ایصالِ ثواب کی اہمیت پر گفتگو کی۔

☆ ۱۵ مئی کو محمد سرور بھٹی (باہو فلمز) کی قیام گاہ واقع یونین پارک سمن آباد میں بعد نمازِ عشا محفلِ میلاد منعقد ہوئی۔ محمد ثناء اللہ بٹ، محمد اشرف چشتی، سعید صابری، عزیزم محمد متقی اور دوسرے حضرات نے نعت خوانی کی۔ محمد سرور بھٹی اور مولانا غلام یٰسین چشتی نے گفتگو کی۔ مدیرِ نعت نے نعت کے علاوہ حضرت فاروقِ اعظم اور حضرت امام حسین رضی اللہ عنہما کی منقبتیں پڑھیں۔

ماہنامہ "نعت" لاہور

۱۹۸۸ کے خاص نمبر

جنوری	حمدِ باری تعالیٰ
فروری	نعت کیا ہے؟
مارچ	مدینۃ الرسول ﷺ (اوّل)
اپریل	اردو کے صاحبِ کتاب نعت گو (اوّل)
مئی	مدینۃ الرسول ﷺ (دوم)
جون	اردو کے صاحبِ کتاب نعت گو (دوم)
جولائی	نعتِ قدسی
اگست	غیر مسلموں کی نعت (اول)
ستمبر	رسول ﷺ نمبروں کا تعارف (اول)
اکتوبر	میلادُ النبی ﷺ (اوّل)
نومبر	میلادُ النبی ﷺ (دوم)
دسمبر	میلادُ النبی ﷺ (سوم)

۱۹۹۰ کے خاص نمبر

جنوری	حسن رضا بریلوی کی نعت
فروری	رسول ﷺ نمبروں کا تعارف (سوم)
مارچ	درود و سلام (چہارم)
اپریل	درود و سلام (پنجم)
مئی	درود و سلام (ششم)
جون	غیر مسلموں کی نعت (سوم)
جولائی	اردو کے صاحبِ کتاب نعت گو (چہارم)
اگست	وارثیوں کی نعت
ستمبر	آزاد بیکانیری کی نعت (اول)
اکتوبر	میلادُ النبی ﷺ (چہارم)
نومبر	درود و سلام (ہفتم)
دسمبر	درود و سلام (ہشتم)

۱۹۸۹ کے خاص نمبر

جنوری	لاکھوں سلام (اول)
فروری	رسول ﷺ نمبروں کا تعارف (دوم)
مارچ	معراجُ النبی ﷺ (اول)
اپریل	معراجُ النبی ﷺ (دوم)
مئی	لاکھوں سلام (دوم)
جون	غیر مسلموں کی نعت (دوم)
جولائی	کلامِ ضیاء القادری (اول)
اگست	کلامِ ضیاء القادری (دوم)
ستمبر	اردو کے صاحبِ کتاب نعت گو (سوم)
اکتوبر	درود و سلام (اول)
نومبر	درود و سلام (دوم)
دسمبر	درود و سلام (سوم)

۱۹۹۱ کے خاص نمبر

جنوری	شہیدانِ ناموسِ رسالت (اول)
فروری	شہیدانِ ناموسِ رسالت (دوم)
مارچ	شہیدانِ ناموسِ رسالت (سوم)
اپریل	شہیدانِ ناموسِ رسالت (چہارم)
مئی	شہیدانِ ناموسِ رسالت (پنجم)
جون	غریب سہارنپوری کی نعت
جولائی	نعتیہ مُسدّس
اگست	فیضانِ رضا
ستمبر	عربی ادب میں ذکرِ میلاد
اکتوبر	سراپائے سرکار ﷺ
نومبر	اقبالؒ کی نعت
دسمبر	حضور ﷺ کا بچپن

۱۹۹۲ کے خاص نمبر

جنوری	نعتیہ رباعیات
فروری	آزاد بیکانیری کی نعت (دوم)
مارچ	نعت کے سائے میں
اپریل	پیر کے دن کی اہمیت (اول)
مئی	پیر کے دن کی اہمیت (دوم)
جون	پیر کے دن کی اہمیت (سوم)
جولائی	غیر مسلموں کی نعت (چہارم)
اگست	آزاد نعتیہ نظم
ستمبر	سیرتِ منظوم
اکتوبر	سراپائے سرکار (دوم)
نومبر	سفرِ سعادت منزلِ محبت (اول)
دسمبر	سفرِ سعادت منزلِ محبت (دوم)

۱۹۹۳ کے خاص نمبر

جنوری	۹۲ (قطعات)
فروری	عربی نعت اور علامہ نبہانی
مارچ	ستار وارثی کی نعت گوئی
اپریل	حضور ﷺ اور بچے
مئی	حضور ﷺ کے سیاہ فام رُفقا
جون	زائرِ مدینہ بہزاد لکھنوی کی نعت
جولائی	تسخیرِ عالمین اور رحمۃ للعالمین (اول)
اگست	تسخیرِ عالمین اور رحمۃ للعالمین (دوم)
ستمبر	رسول ﷺ نمبروں کا تعارف (چہارم)
اکتوبر	نعت ہی نعت
نومبر	یارسول اللہ ﷺ
دسمبر	حضور ﷺ کی رشتہ دار خواتین

۱۹۹۴ کے خاص نمبر

جنوری	محمد حسین فقیر کی نعت
فروری	نعت ہی نعت (دوم)
مارچ	تضمینیں
اپریل	حضور ﷺ کی معاشی زندگی
مئی	اختر الحامدی کی نعت
جون	مدینۃ الرسول ﷺ (سوم)
جولائی	شیو آبریلوی اور جمیل نظر کی نعت
اگست	دیارِ نور
ستمبر	بے چین رجپوری کی نعت
اکتوبر	نعت ہی نعت (سوم)
نومبر	نور علیٰ نور
دسمبر	معراج النبی ﷺ (سوم)

۱۹۹۵ کے خاص نمبر

جنوری	حضور ﷺ کی عاداتِ کریمہ
فروری	استغاثے
مارچ	نعت ہی نعت (چہارم)
اپریل	نعت کیا ہے؟ (دوم)
مئی	نعت کیا ہے؟ (سوم)
جون	نعت کیا ہے؟ (چہارم)
جولائی	خواتین کی نعت گوئی
	(اشاعتِ خصوصی)
ستمبر	نعت ہی نعت
اکتوبر	کافی کی نعت
نومبر	غیر مسلموں کی نعت گوئی
دسمبر	انتخابِ نعت

۱۹۹۶ کے خاص نمبر

جنوری	لطف بریلوی کی نعت
فروری	نعت ہی نعت (ششم)
مارچ	(اردو نعتیہ شاعری کا انسائیکلوپیڈیا)
اپریل	(حصہ اول)
مئی	ہجرتِ مصطفیٰ ﷺ
جون	سرکار ﷺ دی سیرت
جولائی	حضور کیلئے لفظ "آپ" کا استعمال
اگست	ظہورِ قدسی
ستمبر	اردو نعتیہ شاعری کا انسائیکلوپیڈیا
اکتوبر	(حصۂ دوم)
نومبر	مجھے اُن ﷺ سے پیار ہے
دسمبر	ضلع اٹک کے نعت گو

۱۹۹۷ کے خاص نمبر

جنوری	شہرِ کرم (مصطفیٰ ﷺ نگر)
فروری	نعت ہی نعت (ہفتم)
مارچ	ہُوا یہ کہ....
اپریل	جوہر میرٹھی کی نعت
مئی	حضور ﷺ دا کڑیاں نال سلوک
جون	دربارِ رسول ﷺ سے اعزاز یافتہ خواتین
جولائی	احمد رضا بریلوی کی نعت
اگست	مدیحِ سرکار ﷺ
ستمبر	گجرات کے پنجابی نعت گو شعرا
اکتوبر	تہنیت النساء تہنیت کی نعت
نومبر	اردو نعت اور عساکرِ پاکستان
دسمبر	ڈاکٹر فقیر کی نعتیہ شاعری

۱۹۹۸ کے خاص نمبر

جنوری	نزولِ وحی (تحقیق)
فروری	ضلع گجرات کے اردو نعت گو شعرا
مارچ	قطعاتِ نعت
اپریل	نعت ہی نعت (ہشتم)
مئی	ہجرتِ حبشہ (تحقیق)
جون	عبد القدیر حسرت کی حمد و نعت
جولائی	ماہنامہ "نعت" کے اداریے
اگست ستمبر	نعت اور ضلع سرگودھا کے شعرا
اکتوبر	ماہنامہ "نعت" کے دس سال
	(اشاعت خصوصی)
نومبر	حی علی الصلوٰۃ
دسمبر	نعت ہی نعت

۱۹۹۹ کے خاص نمبر

جنوری	کراچی کے شعراء نعت
فروری	حقیر فاروقی کی نعت
مارچ	نعتیہ تبرکات
اپریل	سرکار ﷺ دی جنگی زندگی
مئی	مکی زندگی کے مسلمان
جون	حمید صدیقی کی نعت گوئی
جولائی اگست	تحفظ ناموس رسالت
	(اشاعت خصوصی)

احترام قرآن و حدیث

قرآن کریم کی مقدس آیات اور احادیث نبوی ﷺ آپ کی دینی معلومات میں اضافے اور تبلیغ کے لئے شائع کی جاتی ہیں۔ ان کا احترام آپ پر فرض ہے۔
ماہنامہ "نعت" کا ہر صفحہ حضور سرور کائنات علیہ السلام والصلوۃ کے ذکر پاک سے مزین ہوتا ہے۔ لہٰذا ماہنامہ "نعت" کو صحیح اسلامی طریقے کے مطابق بے حرمتی سے محفوظ رکھیں۔

XXX
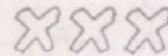
قارئین کرام سے دُعا کی درخواست

میری صلاحیتیں والدین کے حُسنِ تربیت کے باعث نعت کی خدمت کے لئے مختص ہوئی ہیں اور ماہنامہ "نعت" لاہور کا اجرا میرے والدِ مرحوم راجا غلام محمدؒ (متوفی ۲۶ مئی ۱۹۸۸ بروز پیر) اور میری والدہ مرحومہ نور فاطمہؒ (متوفیہ ۱۹۔ اگست ۱۹۹۰۔ بروز اتوار) کی اشیرباد سے ہوا۔ اس لئے اگر آپ کو ماہنامہ "نعت" میں کوئی چیز پسند آجائے تو ان کی بلندیٔ درجات کے لئے دعا کریں۔

--------- ایڈیٹر
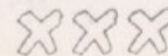
XXX
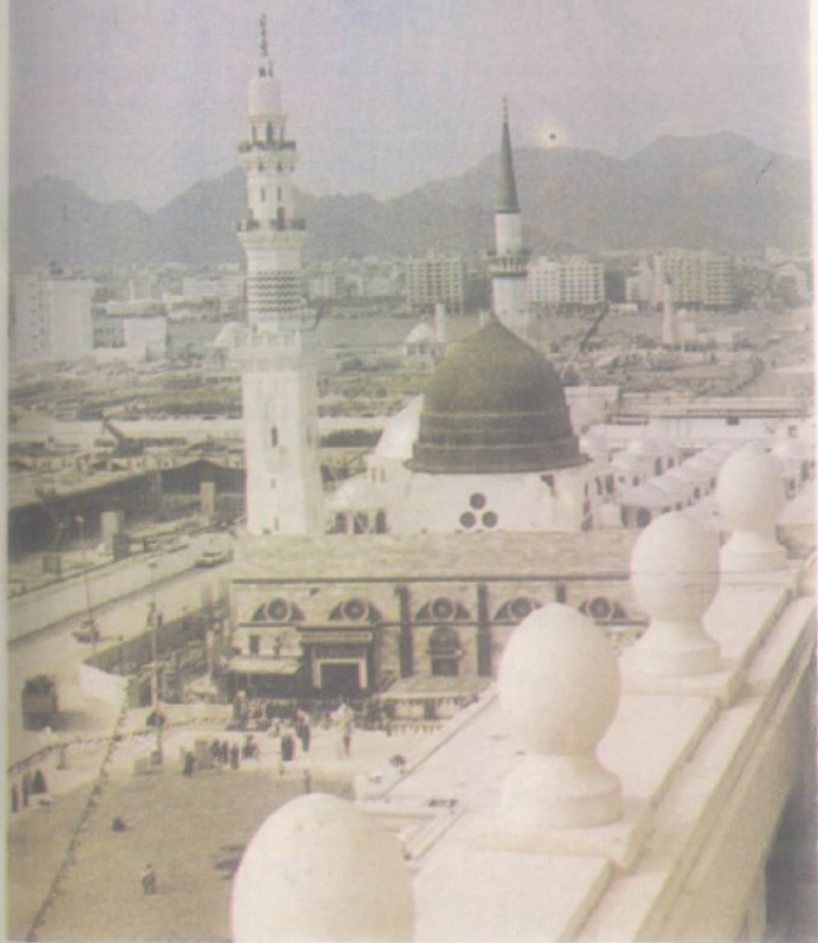
{شہریارِ مدینہ ﷺ کی بارگاہِ اقدس و اطہر اور شہر کا کچھ حصّہ}